یارب العالمین جل جلالک　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　یا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ (سورہ توبہ آیت نمبر ۱۰۰)

ترجمہ:- اور وہ لوگ جنہوں نے اتباع کی ان (صحابہ کرام) کی نیکی کے ساتھ۔ اللہ تعالٰی ان سے راضی ہو گیا۔

فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ (ترمذی ج۲ ص ۹۲، ابن ماجہ ص ۵، ابو داؤد ج۲ ص ۲۷۹، مشکوۃ ص ۳۴)

ترجمہ:- پس تم پر لازم ہے میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا۔

مشکوۃ المصابیح

میثم قادری

فی تحقیق

رکعات التراویح

بفیضان تربیت

استاذ العلماء مقدام الفضلاء زبدۃ الفقہاء حضرت علامہ الحاج الحافظ مفتی **محمد سعید احمد** صاحب نقشبندی مجددی کیلانی دامت برکاتہم العالیہ

تالیف منیف

محقق اہل سنت علامہ حکیم صاحبزادہ حافظ **شفقات احمد** صاحب کیلانی حفظہ اللہ عما لا یلیق

ناشر:- انجمن احیائے اہل سنت و جماعت علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ

فہرست مضامین

اسلام میں نماز کی اہمیت

اللہ تعالےٰ کے سچے اور برحق پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے ۔ ۱ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالےٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں ۔ ۲ نماز قائم کرنا ۳ زکوٰۃ ادا کرنا ۴ رمضان شریف کے روزے رکھنا اور ۵ حج کرنا ۔

پہلی بات کا تعلق ایمان کے ساتھ ہے اور باقی چار چیزیں اعمال صالحہ کہلاتی ہیں ۔ فیصلۂ خداوندی کے مطابق ہر مسلمان کے لئے ایمان کامل کا ہونا شرط اول ہے ۔ کیونکہ ایمان کے بغیر کوئی بڑے سے بڑا اچھا کام بھی بارگاہِ الوہیت میں مرتبہ قبولیت حاصل نہیں کرسکتا ۔ اور ایمان کامل کے بعد اعمال میں جو اہمیت نماز کو حاصل ہے وہ کسی اور عمل کو حاصل نہیں ہے ۔ مثلاً روزہ سفر میں چھوڑا جاسکتا ہے ۔ اگر کسی بیمار کے متعلق کوئی متقی پرہیزگار ڈاکٹر یا حکیم کہے کہ روزہ سے بیماری کے بڑھنے کا یقین ہے تو روزہ قضا کیا جاسکتا ہے ۔ رہی زکوٰۃ ۔ تو وہ تو پہلے ہی صرف محدود اشخاص پر مشروط طور پر فرض ہے ۔ اسی طرح لاکھوں مسلمان جو کہ صاحب نصاب نہیں ہیں زکوٰۃ ادا نہ کرنے کے باوجود سچے اور پکے مسلمان ہیں ۔ اسی طرح حج بھی صرف صاحب استطاعت پر ہی فرض ہے اور وہ بھی زندگی میں صرف ایک بار ۔ لیکن نماز اسلام کا ایک ایسا جزو لاینفک ہے کہ کوئی امیر ہو یا غریب ، مسافر ہو یا مقیم ، بیمار ہو یا تندرست ۔ حتیٰ کہ بستر پر پڑا ہوا فالج زدہ شیخ فانی بھی ہو تب بھی بشرط صحتِ عقل و خرد نماز معاف نہیں ہو سکتی ۔ ہاں البتہ اتنی رخصت ضرور ہے کہ اگر کھڑا ہو کر نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر پڑھ لے ۔ اگر بیٹھ کر بھی نہیں پڑھ سکتا تو لیٹ کر پڑھ لے ۔ اور اگر لیٹے ہوئے بھی اعضاء کو حرکت نہیں دے سکتا تو صرف اشارے سے پڑھ لے ۔ وضو یا غسل نہیں کر سکتا تو تیمم کر لے لیکن ہر صورت (عورت کے ایام

انجمن فیض رضا لائبریری
مکان نمبر 139-C-15 گلی نمبر 19 محلہ دارالسلام راولپنڈی
0345-5355142 051-5684349: فون

مخصوص مستثنا ہیں) ہر عاقل اور بالغ شخص کو نماز ضرور ادا کرنا ہوگی۔ اسلام کے اس اہم رکن جس کو حدیث شریف میں دین کا ستون بھی کہا گیا ہے اور اسے مومن کی معراج بھی قرار دیا گیا ہے حتیٰ کہ بے نماز کے دین و اسلام کی ہی نفی کردی گئی ہے۔

ہر سجدہ ذریعہ قرب الٰہی

اللہ تعالےٰ کی اتنی پسندیدہ عبادت جس کا ہر سجدہ بمطابق حکم خداوندی "وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ" (علق ۱۹) اللہ تعالےٰ کے قرب کا باعث بنتا ہے کو

حضور کا شوق عبادت

جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حد تک اپنی زندگی کا دائمی معمول بنا رکھا تھا کہ غور تو رہے ایک طرف آپ معصوم و مغفور ہونے کے باوجود نوافل کا اس درجہ اہتمام فرماتے تھے کہ رات کو نوافل میں کھڑے کھڑے آپ کے پاؤں مبارک اور پنڈلیاں مبارکہ سوج جایا کرتی تھیں اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عرض "کہ آقا آپ معصوم ہو کر اتنی مشقت کیوں برداشت فرماتے ہیں" پر "افلا اکون عبدا شکورا" (بخاری و مسلم وغیرہ) کہہ کر ان کو خاموش کردیا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ کا شوق نوافل دیکھ کر اور آپ کی محبت کا تقاضا پورا کرتے ہوئے "يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۝ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝" کی آیات مبارکہ کے ساتھ آپ کو نوافل کا وقت کم کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ اور "وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ" (بنی اسرائیل ۷۹) کے حکم سے تہجد کی نماز جو کہ پہلے آپ پر فرض تھی اسے نفل قرار دے دیا گیا۔ نیز ارشاد خداوندی "مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى" (طٰہٰ ۲) کے الفاظ سے آپ کو مشقت میں پڑنے سے منع فرما دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتنی رخصت ملنے کے باوجود بھی آپ اپنے شوق عبادت کے تحت آخری دم تک نوافل کا بھرپور التزام فرماتے رہے۔ اور شان رحمۃ اللعالمین کا تقاضا پورا فرماتے ہوئے آپ

نے اپنی امت کے لئے بھی اسی طریقے اور راستے کا انتخاب فرمایا جو امت کیلئے دین و دنیا کی فلاح اور حقیقی کامیابی کا ذریعہ تھا اور اللہ کی رضا اور آخرت کی نجات کا ضامن تھا چنانچہ آپ نے مختلف اوقات میں کئی نوافل ادا فرمائے اور امت کی بہتری کے لئے اپنی امت کو بھی ان کے پڑھنے کی ترغیب دلائی اور ان کے لئے طرح طرح کے ثوابات بیان فرمائے۔

نوافل والا اللہ کا پیارا

نوافل کی اس سے زیادہ اور کیا فضیلت ہوسکتی ہے کہ ان سے اللہ تعالےٰ کی رضا، محبت اور قربت حاصل ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث شریف میں ہے "لایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببته فاذا احببته فکنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به ویده التی یبطش بها ورجله التی یمشی بها وان سألنی لاعطینه ولئن استعاذنی لاعیذنه۔
(بخاری ۲ ص ۹۶۳، مشکوٰۃ ص ۱۹۷ وغیرہ)

یعنی۔ فرمایا میرا بندہ نوافل ادا کرتے کرتے میرے اتنا قریب ہوجاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں ان سے وہ سنتا ہے۔ اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں اس سے وہ دیکھتا ہے۔ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور میں اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ (یعنی اس کے تمام اعضاء میرے حکم کے تابع ہوجاتے ہیں) اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں۔ اور اگر وہ میری پناہ چاہتا ہے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں۔ الخ

تراویح سنت

اسی لئے حضور آقا و مولا نے ارشاد فرمایا "ان اللہ افترض علیکم صیامه وسننت لکم قیامه۔
(نسائی ۱ ص ۳۰۸، ابن ماجہ ص ۹۴، مسند امام احمد ۱ ص ۱۹۱، مصنف ابن ابی شیبہ ۲ ص ۳۹۵ وغیرہ) یعنی اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض

کئے ہیں اور میں تم پر اس ماہ میں (رات کی تراویح) قیام کو سنت قرار دیتا ہوں

رمضان اور ثواب

کیونکہ یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں تھوڑی عبادت پر زیادہ ثواب ملتا ہے جیسے کہ حدیث شریف میں ہے۔ "من تقرب فیہ بخصلۃ من الخیر کان کمن ادی فریضۃ فیما سواہ ومن ادی فریضۃ فیہ کان کمن ادی سبعین فریضۃ فیما سواہ ...." (مشکوٰۃ ص۱۷۳ وغیرہ) یعنی جو اس ماہ مبارک میں ایک نفل ادا کرے اسے اتنا ثواب ملتا ہے جیسے باقی مہینوں میں فرض کا ثواب ملتا ہے۔ اور جو ماہ رمضان میں ایک فریضہ ادا کرے تو اسے اتنا ثواب ملتا ہے جیسے اس نے اور مہینے میں ستر (۷۰) فرض ادا کئے ہوں" اسی لئے امت کی بہتری کی خاطر" عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ۔ " (توبہ پ۱۱ ع۱۲۸) کی شان زیبا پر کار فرما ہوتے ہوئے آپ نے اپنی امت کو اس مہینے میں تراویح پڑھنے کی ترغیب فرمائی۔ اور اس قیام رمضان کا بہت زیادہ ثواب بھی بیان فرمایا۔

قیام رمضان کی جزا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو قیام رمضان (تراویح) کا شوق دلایا لیکن آپ نے تراویح کو فرض نہیں فرمایا پھر آپ نے فرمایا " من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ " (بخاری ج۱ ص۲۶۹ ، مسلم ج۱ ص۲۵۹ ، ترمذی ج۱ ص۱۰۱ ، ابوداؤد ج۱ ص۱۹۴ ، نسائی ج۱ ص۳۰۷ ، ابن ماجہ ص۹۵ ، الترغیب والترہیب ج۲ ص۹۱ وغیرہم باختلاف الالفاظ) یعنی جس نے ایمان اور خلوص نیت سے (محض رضائے الٰہی کی خاطر) تراویح پڑھیں اللہ تعالےٰ اس کے پہلے گناہ معاف فرمادے گا۔ ایک اور مقام پر ارشاد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہے "من قام رمضان ایمانا واحتسابا خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ "

(نسائی ج۱ ص۳۰۸ ، الترغیب والترہیب ج۲ ص۱۰۵ وغیرہ) یعنی محض رضائے الٰہی کی خاطر تراویح پڑھنے والا مومن اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہوجاتا ہے جیسے کہ آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہے"۔

ایک اور مقام پر ایک صحابی نے بارگاہ مصطفوی میں عرض کی تھی "

یارسول اللہ ارایت ان شھدت ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ وصلیت الصلوات الخمس وادیت الزکوٰۃ وصمت رمضان وقمتہ فمن انا؟ قال من الصدیقین والشھداء آہ .... (رواہ البزاز وابن خزیمہ وابن حبان فی صحیحیھما واللفظ لابن حبان - الترغیب ج۲ ص۱۰۶) یعنی یارسول اللہ صلے اللہ علیک وسلم اگر میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی گواہی دوں، پانچوں نمازیں ادا کروں، زکوٰۃ دوں، رمضان شریف کے روزے رکھوں اور تراویح بھی ادا کروں تو میں کن لوگوں میں سے ہوں گا۔ آپ نے فرمایا پھر تو صدیقین اور شہداء کے گروہ میں سے ہوگا۔

اسی طرح جناب ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو ایمان دار شخص رمضان شریف کی راتوں میں نماز (تراویح) پڑھے گا اللہ تعالےٰ اس کے ہر سجدے کے بدلے اس کو پندرہ سو (۱۵۰۰) نیکیاں عنایت فرمائے گا۔ (کنز العمال ج۴ ص۲۹۸)

غرضیکہ اس ماہ مبارک میں اللہ تعالیٰ کی رحمت لا منتہاء موسلا دھار بارش کی طرح ایمان والوں پر برس رہی ہوتی ہے۔ بس اتنا ہے کہ کوئی خلوص نیت سے اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جائے۔ اپنی جبین نیاز اس کے سامنے عاجزی انکساری تضرع، خشوع اور خضوع سے جھکا دے۔ بس پھر کیا ہے رحمت ہی رحمت، نیکیاں ہی نیکیاں، بخشش ہی بخشش۔ اللہ تعالےٰ کی ایک نظر رحمت سے آدمی کے دونوں جہان سنور جائیں۔ ماہ رمضان اللہ تعالےٰ کی رحمتوں اور بخششوں کا مہینہ ہے۔ یہ نیکیوں کا موسم بہار ہے

اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ جتنا کسی کا جی چاہے اس سے سیراب ہولے۔ اپنے تن۔ من۔ دھن کی پیاس بجھالے۔ اپنا نامۂ اعمال روشن کرلے۔ اپنی قبر کو منور کرلے۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی رضاو اطاعت حاصل کرکے اپنی عاقبت سنوار لے۔ " فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا " (انعام ۱۰۴) مقدر اپنا جگالے۔ جس کا جی چاہے۔

لیکن بعض لوگ ہیں کہ اس سیلاب رحمت و بخشش سے سیراب ہونے پر پابندیاں لگا رہے ہیں۔ اللہ کی رحمت اور گناہ گاروں کے درمیان بند باندھ رہے ہیں اور اس قیام رمضان جس کے ہر سجدے پر اللہ تعالیٰ پندرہ سو نیکیاں عطا فرما رہے ہیں۔ اور یہ ہر سجدہ جو کہ بارگاہ الوہیت میں تقرب کے حصول کے لئے ایک زینے اور سیڑھی کی حیثیت رکھتا ہے اس سے منع کر رہے ہیں۔ تراویح جو کہ زمانۂ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اور از منۂ خلفاء راشدین سے بیس کی تعداد میں جاری و ساری ہیں۔ ان سے روک کر محض آٹھ (۸) رکعات پڑھنے اور پڑھانے کی ضد کر رہے ہیں۔ ذرا سوچیں تو سہی کہ ایک رکعت میں دو سجدے ہوتے ہیں۔ اور صرف آٹھ رکعت پڑھ کر بارہ (۱۲) رکعت چھوڑ دیتے پر آدمی چوبیس (۲۴) سجدوں سے محروم ہو رہا ہے اور حدیث مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے مطابق اللہ تعالیٰ ایک سجدے کے بدلے میں پندرہ سو نیکیاں عطا فرماتا ہے تو چوبیس سجدے کم کرنے پر ۲۴×۱۵۰۰ = ۳۶۰۰۰۔ یعنی یار لوگوں کی بات ماننے پر آدمی ایک رات میں کم از کم چھتیس ہزار (۳۶۰۰۰) نیکیوں سے محروم ہو جاتا ہے اور " وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ۔ " یعنی اللہ تعالےٰ جس کے لئے چاہتا ہے ثواب دگنا فرما دیتا ہے"۔ اس انعام بے حدو شمار سے محرومی کا نقصان اس کے علاوہ ہے۔ اب آپ خود اندازہ کرلیں کہ آپ کا ہمدرد کون ہے اور دشمن کون۔ آپ کا فائدہ کس طرف ہے اور نقصان کس طرف۔ اللہ تعالےٰ سب کو زیادہ سے زیادہ نیکی کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

رکعاتِ تراویح

بعض لوگ اس طرح دھوکا دیتے ہیں کہ جی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت صرف آٹھ تراویح ہے۔ لہٰذا آٹھ ہی پڑھنی چاہئیں۔ لہٰذا اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کے متعلق چند دلائل و براہین پیش کئے جاتے ہیں تاکہ حق واضح ہو جائے۔

لفظ تراویح سے آٹھ کا رد

عشاء کی نماز کے بعد رمضان شریف میں نماز تہجد سے پہلے جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے قیام رمضان اور تراویح کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ مسلم شریف میں باب باندھا گیا ہے التوغیب فی قیام رمضان وھو التراویح (مسلم ۱ص ۲۵۹) تراویح عربی کا لفظ ہے جو کہ جمع ہے۔ اس کا واحد ترویحۃ ہے۔ جس کا معنی ہے آرام کرنا۔ یعنی ہر چار رکعات کے بعد جو تھوڑی دیر ٹھہرا جاتا ہے اسے ترویحہ کہتے ہیں۔ اس طرح چار رکعات کا ایک ترویحہ ہوگا۔ عربی میں ایک چیز کے لئے واحد۔ دو کے لئے تثنیہ اور تین کے لئے جمع کا لفظ بولا جاتا ہے۔ لہٰذا ایک ترویحہ یعنی چار رکعات اور دو ترویحوں یعنی تثنیہ کا صیغہ ترویحتان یا ترویحتین ہوگا جو کہ آٹھ رکعتیں بنیں گی اور لفظ تراویح جو کہ جمع کا لفظ ہے اور عربی میں چونکہ جمع کا صیغہ کم از کم تین چیزوں پر بولا جاتا ہے لہٰذا لفظ تراویح کے لحاظ سے ۴×۳ = ۱۲ تراویح کا لفظ کم از کم بارہ رکعات یا اس سے زائد یعنی بیس رکعات پر بولا جاسکتا ہے۔ لہٰذا آٹھ رکعات کو تراویح کہنا گرائمر اور لغات کے لحاظ سے ہی غلط ہے۔ اگر اور کوئی دلیل پیش نہ بھی کی جائے تو پھر بھی صرف لفظ تراویح ہی اس بات کا منہ بولتا اور پختہ ثبوت ہے کہ تراویح آٹھ رکعات سے زیادہ ہیں۔

اہلحدیث مولانا محمد اعظم صاحب بھی اسی طرح لکھتے ہیں۔ " تراویح ترویحہ کی جمع ہے اور ترویحہ راحت سے ہے بمعنی آرام کے۔ صحابہ چار رکعتوں کے بعد آرام کیا کرتے تھے۔ سنن الکبریٰ بیہقی میں ہے کانوا یتروحون بعد اربع۔ یعنی صحابہ چار رکعتوں کے بعد آرام کیا کرتے تھے۔ اسی مناسبت سے اس کو نماز

تراویح کہتے ہیں۔ (ہفت روزہ اہلحدیث ۲۰ مارچ ۱۹۹۲ء ص۱)

فیصلۂ خداوندی

ارشاد خداوندی ہے "فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ؀" (النساء ع۵۹)
ترجمہ:۔ پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو۔ اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا۔ ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہے۔ "وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ" (حشر ع۷) ترجمہ:۔ اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہے۔ "وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ" (نساء ع۶۴) ترجمہ:۔ اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس کے لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔ ایک اور مقام پر ہے۔ "مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۔" (نساء ع۸۰) ترجمہ:۔ جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ ایک اور مقام پہ ارشاد خداوندی ہے۔ "قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۔" (آل عمران ع۳۱)
ترجمہ:۔ اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ ایک اور مقام پہ ارشاد ہوتا ہے۔ "فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔" (نساء ع۶۵)
ترجمہ:۔ تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔ پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے "وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ؀"

(احزاب ع۳۶) ترجمہ:۔ "اور نہ کسی مسلمان مرد اور نہ کسی مسلمان عورت کو یہ حق پہنچتا ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔ اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا بے شک وہ صریح گمراہ ہوا۔" ایک اور مقام پر ایمان والوں کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ "اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ ....." (النور ع۵۱)
ترجمہ:۔ "مسلمانوں کی بات تو یہی ہے کہ جب وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جائیں کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائیں تو عرض کریں ہم نے سنا اور حکم مانا اور یہی لوگ ہیں کامیاب"۔

لہٰذا ہم حکم خداوندی کے مطابق اپنا یہ مسئلہ بارگاہ مصطفوی میں پیش کرتے ہیں۔ اور اپنے اس مسئلے کا حل ذات محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وعلیہ التحیۃ والثناء سے طلب کرتے ہیں۔ ایمان والو آؤ اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ مان لو۔ اور اللہ تعالےٰ کا بیان فرمایا ہوا صراط مستقیم بھی یہی ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اھدنا الصراط المستقیم کو صراط الذین انعمت علیھم کے ساتھ مشروط فرمایا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے بیان فرمودہ انعام یافتگان میں سے فرد اول و اعلےٰ انبیائے کرام ہیں۔

حدیث ۱ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس تراویح پڑھائیں

روی انہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی بالناس عشرین رکعۃ لیلتین فلما کان فی اللیلۃ الثالثۃ اجتمع الناس فلم یخرج الیھم وقال خشیت ان تفرض علیکم فلا تطیقوھا ۔۔۔ (کرمانی شرح بخاری ج۹ ص۱۵۴ طبع بیروت) ترجمہ:۔ روایت کیا گیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دو رات تک ۲۰ - ۲۰ تراویح پڑھائیں۔ پھر جب تیسری رات

کو بھی لوگ (حضور کی اقتدا میں تراویح پڑھنے کے لئے) جمع ہوئے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف نہ لائے اور فرمایا (میں اس لئے باہر نہیں آیا اور تمہیں تراویح کی جماعت نہیں کرائی) میں ڈرا کہ کہیں یہ (نماز تراویح) تم پر فرض نہ کردی جائے اور تم اس کو پورا نہ کرسکو۔

حدیث نمبر ۲ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس تراویح پڑھیں

عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان عشرین رکعة والوتر۔۔ (معجم کبیر ج ۱۱ ص ۳۹۳ حدیث نمبر ۱۲۱۰۲)

چوتھی صدی ہجری کے معتبر و معتمد محدث حافظ طبرانی اپنی صحیح سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ مفسر صحابہ عم زاد مصطفےٰ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں بیس (۲۰) تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۳

عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة سوی الوتر۔۔۔

(معجم اوسط ج ۱ ص ۴۴۳ مطبوعہ ریاض)

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم رمضان شریف میں وتروں کے علاوہ بیس رکعات (تراویح) پڑھا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۴

عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی فی شهر رمضان عشرین رکعة سوی الوتر۔

(کتاب الوفا ج ۱ ص ۵۰۰ باب نمبر ۱۷ فی صلاة التراویح مطبوعہ لائل پور)

چھٹی صدی ہجری کے محدث امام ابو الفرج عبدالرحمان بن الجوزی روایت کرتے ہیں کہ مشہور صحابی رسول مفسر صحابہ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف میں وتر کے علاوہ بیس رکعات (تراویح) پڑھیں۔

حدیث نمبر ۵

عن ابن عباس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی شهر رمضان فی غیر جماعة بعشرین رکعة والوتر (بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶)

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں بغیر جماعت کے بیس رکعات (تراویح) اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۶

عن ابن عباس انه صلی عشرین رکعة والوتر۔ (زرقانی شرح مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۲۴۷ مطبوعہ بیروت)

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (رمضان شریف میں) بیس رکعات (تراویح) اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۷

وروی ابن ابی شیبة عن ابن عباس کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان فی غیر جماعة بعشرین رکعة والوتر (زرقانی شرح مؤطا ج ۱ ص ۲۵۵)

استاذ المحدثین جناب محمد بن ابی بکر روایت کرتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں جماعت کے بغیر بیس رکعات تراویح، اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۸

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة والوتر۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۹۴)

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روائیت کرتے ہیں کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر ادا فرماتے تھے۔

حدیث نمبر ۹ وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ والوتر۔

(ماثبت من السنۃ صہ ۲۷۰)

یعنی جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں ہمیشہ بیس رکعات (تراویح) اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۰ وابن ابی شیبۃ از ابن عباس روایت آوردہ کہ آنچہ آنحضرت گزارد بست رکعت بود۔

(اشعۃ اللمعات جلد ۱ صہ ۵۴۳)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ (امام بخاری کے استاد) محدث ابن ابی شیبہ نے جناب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائیت نقل کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (رمضان شریف میں) بیس رکعات (تراویح) پڑھا کرتے تھے۔

تلك عشرة كاملة

حدیث نمبر ۱۱ والاصل فیہ ماروی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج لیلۃ فی شہر رمضان فصلی بھم عشرین رکعۃ واجتمع الناس فی الثانیۃ فخرج فصلی بھم فلما کانت الثالثۃ کثر الناس فلم یخرج وقال عرفت اجتماعکم لکنی خشیت ان یفرض علیکم (کفایہ جلد ۱ صہ ۲۴۳)

(بیس رکعات) تراویح کے بارے میں اصل اور ثبوت (نص) یہ ہے جو روائیت کی گئی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کی ایک رات کو

باہر تشریف لائے اور لوگوں کے ساتھ بیس رکعات (تراویح) ادا فرمائیں۔ دوسری رات بھی لوگ جمع ہو گئے تو آپ باہر تشریف لائے اور صحابہ کے ساتھ (بیس رکعات تراویح کی) نماز پڑھی۔ تیسری رات کافی لوگ جمع ہو گئے لیکن آپ باہر تشریف نہ لائے (صبح کو فرمایا) مجھے تمہارے جمع ہونے کا علم تھا لیکن میں ڈرا کہ کہیں یہ تم پر فرض نہ کر دی جائے۔

حدیث نمبر ۱۲ عن ابن عباس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی شھر رمضان فی غیر جماعۃ بعشرین رکعۃ والوتر۔ (مسند عبد بن حمید۔ بحوالہ مصابیح صہ ۶۱)

ترجمہ اوپر گزر چکا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳ عبارت اور ترجمہ تقریباً حدیث نمبر ۱۲ والا ہے۔

(معجم بغوی بحوالہ مصابیح صہ ۶۱)

اس روایت کی سند میں ایک راوی ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان ہے۔ اسے ضعیف کہہ کر اس روائیت کا انکار کیا جاتا ہے۔ اولاً تو اگر ابوشیبہ پر بعض حضرات نے جرح کی ہے تو بعض نے اس کی تعریف بھی کی ہے۔ مثلاً ابن عدی کہتے ہیں۔ لہ احادیث صالحۃ وھو خیر من ابراھیم بن ابی حیۃ (تہذیب جلد ۱ صہ ۱۴۵)

یعنی ابوشیبہ کی حدیثیں اچھی بھی ہیں۔ اور وہ ابراہیم بن ابی حیہ سے بہتر ہے۔

اسی طرح امام بخاری کے استاذ الاستاذ جناب یزید بن ہارون جو نہایت ثقہ اور اعلٰے درجے کے حافظ الحدیث تھے۔ وہ ابوشیبہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ماقضٰی علی الناس یعنی فی زمانہ اعدل فی قضاء منہ۔ (تہذیب جلد ۱ صہ ۱۴۵)

اس زمانے میں ابوشیبہ سے زیادہ عادل کوئی شخص قاضی نہیں ہوا۔ یاد رہے کہ یزید بن ہارون سے زیادہ اور کوئی شخص ابوشیبہ کے متعلق نہیں جانتا۔ کیونکہ یزید بن ہارون ابوشیبہ کے منشی تھے۔ نیز اگر کوئی ضعف ہے بھی تو وہ اس درجہ کا نہیں کہ انکی روائیت قبول ہی نہ کی جائے۔ جبکہ خلفاء راشدین کا عمل اور قرون ثلاثہ کا عمل اسے

بہت قوت دے رہا ہے۔

چنانچہ محدث اہلحدیث مولوی ثناء اللہ امرتسری نے بھی لکھا ہے کہ "بعض ضعف ایسے ہیں جوامت کی تلقی بالقبول سے رفع ہو گئے ہیں۔ (اہلحدیث امرتسر۔ ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء)

تو اگر کسی اور شخص کے کسی ضعیف روائیت کو قبول کرنے سے اس روائیت کا ضعف دور ہو جاتا ہے اور وہ روائیت قابل عمل بن جاتی ہے تو جس طریقہ کو جناب ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، حیدر کرار، عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب و دیگر تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ نیز تابعین، تبع تابعین، آئمہ اربعہ اور تقریباً تمام اجل اکابرین اسلام نے تقریباً ایک ہزار سال تک بلا اختلاف اپنا معمول بنائے رکھا۔ اس روائیت کا ضعف کیونکر دور نہ ہو گیا ہوگا۔ (یعنی ان زمانوں کے تقریباً تمام لوگ آٹھ رکعات سے زیادہ کے قائل تھے اور فاعل تھے) ابتدائی تقریباً بارہ صدیوں میں کہیں سے کوئی ایک ثبوت بھی نہیں ملتا کہ فلاں جگہ فلاں بزرگ، فلاں مسجد میں صرف آٹھ تراویح پڑھاتے تھے۔ زیادہ کے بارے میں تو مختلف اقوال ملتے ہیں۔ لیکن آٹھ رکعت کے بارے میں کوئی ایک بھی صحیح، صریح، مرفوع روائیت نہ کسی کو آج تک ملی ہے اور نہ انشاء اللہ العزیز آئندہ کسی کو قیامت تک مل سکے گی۔ اگر ہے تو دکھائیں۔ انشاء اللہ

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اللہ تعالٰے نے انعام یافتگان۔ صاحب صراط مستقیم گروہ کا اعلان فرماتے ہوئے "اَلَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ" (النساء ۶۹) کے فرمان کے ساتھ انبیاء کرام کے بعد دوسرا نمبر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت، قرآن مجید فرقان حمید اور دیگر تمام دین اسلام کے احکام کی تصدیق و تائید کرنے والے صحابہ کرام کا بیان فرمایا

ہے۔ یعنی انبیاء کرام کے بعد ہدایت و نجات کا انحصار صحابہ کرام کی اتباع پر ہو گا۔ یہ مقدس ہستیاں نجوم ہدایت ہیں۔ بعض قرآن و حدیث سے ناآشنا جاہل نام نہاد مولوی اپنی کم علمی اور جہالت کی بنا پر یہ کہہ دیتے ہیں کہ جی اتباع صرف نبی کی ہوتی ہے۔ شاید ان کی نظر سے وہ آئتیں اور حدیثیں نہیں گزریں جن میں ہر نیک آدمی کی اتباع کا ذکر موجود ہے۔ یا پھر اپنی تنخواہ کھری کرنے کی خاطر جان بوجھ کر حق سے آنکھیں چرا رہے ہیں۔ اس تجاہل عارفانہ یا کم ظرفی و کم علمی پر بھی ان کے جاہل مداح انہیں قرآن کا عالم سمجھتے ہیں۔ مثلاً صحابہ کرام کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے۔ "وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝" (توبہ ۱۰۰)

ترجمہ:۔ "اور وہ لوگ جنہوں نے اتباع کی ان (صحابہ کرام) کی نیکی کے ساتھ راضی ہو گیا ان سے اللہ تعالٰے۔ اور راضی ہو گئے وہ اس سے۔ اور اللہ تعالٰے نے ان کے لئے بہشتیں تیار کر رکھی ہیں۔ جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں۔ ہمیشہ رہیں گے وہ اس میں۔ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے"۔

ایک اور مقام پر تمام اہل ایمان پرہیزگار لوگوں کی پیروی پر انعام خداوندی مذکور ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ "وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ الخ" (طور ۲۱) یعنی۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور اتباع کی ان کی اولاد نے ان کے ساتھ ایمان کے۔ ملا دیں گے ہم ان کی اولاد کو ان کے ساتھ (جنت میں)۔ اسی طرح مشہور حدیث ہے۔" اتبعوا السواد الاعظم" (ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۳۲) یعنی سواد اعظم کی اتباع کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔

آمدم برسر مطلب۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالٰے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو نجوم ہدایت قرار دیا ہے۔ تو آئیے ہم اپنے اس اختلاف میں اب صحابہ کرام کا طریقہ دیکھتے ہیں۔ تاکہ حدیث مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم

"ما انا علیہ واصحابی" (ترمذی ج۲ ص۸۹، مشکوٰۃ شریف ص۳۲، مسند امام احمد، ابوداؤد وغیرہ) یعنی فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے طریقے اور میرے صحابہ کرام کے طریقے پر عمل کرنے والا گروہ ہدایت و نجات والا ہوگا۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے۔ "فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین" (ترمذی ج۲ ص۹۲، ابن ماجہ ص۵، ابوداؤد ج۲ ص۲۷۹، مشکوٰۃ ص۳۲ ۔ مسند امام احمد وغیرہ)

یعنی۔ اے میری امت۔ تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت لازمی ہے۔ لہٰذا صحابہ کرام اور بالخصوص خلفائے راشدین کی تراویح کی تعداد بیان کی جاتی ہے۔ تاکہ حق مکمل واکمل طور پر واضح ہو جائے۔ اور ہر غیر متعصب انصاف پسند شخص کے لئے حق کی پیروی کرنا آسان ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو حق واضح ہو جانے کے بعد اس کو بسر وچشم مان لینے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت عمر فاروقؓ کی تراویح بیس رکعات

نمبر ۱ عن یزید ابن رومان انہ قال کان الناس یقومون فی زمان عمر ابن الخطاب فی رمضان بثلاث وعشرین رکعۃ۔

(موطا امام مالک ص۴۰) (حاشیہ صحیح بخاری ج۱ جلد اول ص۱۹۳، مرقاۃ المصابیح ج۳ ص۱۹۴)

فن حدیث پر لکھی جانے والی دنیا میں سب سے پہلی کتاب۔ جس کو جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ابن ماجہ کی بجائے صحاح ستہ میں شمار کرتے ہیں۔ محسن ومحدث فرقہ اہلحدیث علامہ وحید الزمان مؤطا کے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔ موطا امام مالک کو موطا اس لئے کہا جاتا ہے کہ امام مالک نے اسے مرتب کرنے کے بعد اپنے زمانے کے ستر فقیہوں پر پیش کیا تو سب نے اس پر موافقت کی۔ حضرت سفیان بن عیینہ کہتے ہیں۔ امام مالک خوب جانچتے تھے راویوں کو اور نہیں روایت

کرتے تھے مگر صرف ثقہ لوگوں کی۔

امام شافعی فرماتے ہیں۔ قرآن کے بعد سب سے صحیح کتاب موطا امام مالک ہے (حجۃ اللہ البالغہ ج۱ ص۱۳۳)

محدث ابن عربی فرماتے ہیں کہ (حق صریح یہ ہے) موطا امام مالک۔ اصل اول ہے۔ اور بخاری اصل ثانی۔

مخالفین حضرات کی مسلمہ اس حدیث کی کتاب یعنی موطا امام مالک میں جو جناب امام مالک حضرت یزید بن رومان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارک میں لوگ رمضان شریف میں رات کو تئیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (یعنی بیس تراویح اور تین وتر)

اس روایت پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ یزید بن رومان نے حضرت عمر کا زمانہ نہیں پایا لہٰذا اس کی سند منقطع ہے تو جناب عالی تو مخالفین حضرات کے نزدیک حجۃ الہند جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی موطا امام مالک کے متعلق لکھتے ہیں۔

فلیس فیہ مرسل ولا منقطع الا وقد اتصل السند بہ من طرق اخری۔ (حجۃ اللہ البالغہ ج۱ ص۱۳۳) یعنی اس کتاب میں کوئی ایسی منقطع اور مرسل روایت نہیں ہے جس کی سند کسی نہ کسی اور طریقے سے متصل نہ ہو۔ اور چونکہ یہ روایت بھی موطا امام مالک میں ہے لہٰذا جناب شاہ ولی اللہ کے قول کے مطابق اس منقطع اور مرسل روایت کی بھی قطعاً کوئی نہ کوئی دوسری متصل سند موجود ہوگی۔ دوسری بات یہ ہے کہ بخاری کی دلیل جناب سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ البتہ محدث اہل حدیث مولانا شمس الحق صاحب عظیم آبادی نے حضرت یزید بن رومان کی روایت کو بھی قبول کیا ہے لکھتے ہیں "حال حضرت عمر کے زمانہ میں بیس رکعتوں کا ثبوت یزید بن رومان کی روایت سے ثابت ہوتا ہے"۔ (اہل حدیث کا مذہب ص۹۵)

باقی اصول حدیث کے مطابق جب کسی مرسل روایت کی تائید کسی دوسری

مرسل یا مسند روایت سے ہو جائے اور دو مسند یا مرسل کسی دوسرے طریق اسناد سے مروی ہوں تو مرسل مقبول ہوتا ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن حجر نے لکھا ہے فقال الشافعی یقبل اذا اعتضد بمجیئہ من وجہ اخر یباین الطریق الاولی مسندا کان او مرسلا۔ (نزہۃ النظر شرح نخبۃ الفکر ص ۵۱، تعداد تراویح ص ۵۶)

نیز جناب زکریا انصاری نے حاشیہ میں یہ تعمیم بھی کی ہے کہ اگر مرسل کا مؤید ضعیف بھی ہو تب بھی مرسل مقبول ہو جاتا ہے۔ (حاشیہ برھذا)

اس اصول حدیث کو مولوی عبدالرحمان اہلحدیث نے بھی اپنی ضرورت میں استعمال کیا ہے اور لکھا ہے۔ (ابکار المنن ص ۱۲۸)

اسی طرح مختلف طریقوں کی کئی ضعیف روائیتیں بھی ہوں تو وہ ایک دوسرے کو قوت دیتی ہیں اور ان کا ضعف ختم ہو جاتا ہے اور وہ حسن لغیرہ ہو جاتی ہیں۔ (ابکار المنن ص ۱۳۱)

حافظ عبدالمنان صاحب اہلحدیث لکھتے ہیں۔ "اثبات کے لئے حدیث کا صحیح ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ اثبات کے لئے حدیث حسن بھی کافی ہوتی ہے۔ کما لایخفیٰ علی اہل العلم (تعداد تراویح ص ۳۷) تو اصول حدیث اور علماء اہل حدیث کے مطابق یہ روایات حسن کے درجہ کو پہنچ چکی ہیں۔ اور علماء اہلحدیث کے مطابق کسی چیز کے ثبوت کے لئے حسن روایت ہی کافی ہوتی ہے۔

بہر حال اگر بالفرض یہ روایت مرسل بھی ہو تو آگے آنے والی دیگر طرق کی ایک دو نہیں بلکہ متعدد روایات سے جب اس روایت کی تائید ہو رہی ہے تو فن حدیث سے واقف ہر شخص یہ بات اچھی طرح سمجھ جائے گا اور بالیقین مان لے گا کہ اصول حدیث کے مطابق اس کا ضعف ختم ہو گیا ہے۔ اور تائید روایات اور قبول ادوار ثلاثہ سے یہ روایت بہت زیادہ قوی ہو گئی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

نمبر ۲ عن یزید بن خصیفۃ عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون علی عھد عمر بن الخطاب فی شھر رمضان بعشرین رکعۃ۔

(سنن الکبریٰ ج ۲ ص ۴۹۶) جناب یزید بن خصیفہ حضرت سائب بن یزید سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ پاک میں لوگ رمضان شریف میں بیس تراویح پڑھا کرتے تھے۔

اس اثر کی سند کو شارح مسلم امام نووی، امام عراقی اور امام سیوطی نے صحیح قرار دیا ہے (تحفۃ الاخیار ص ۱۹۲، تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۷۵، مصابیح ص ۳، الحاوی ج ۱ ص ۳۴۷)

اسی روائیت کو امام بیہقی نے معرفۃ السنن والآثار میں محمد جعفر کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ اس کی سند کو علامہ سبکی نے منہاج میں اور ملا علی قاری نے شرح موطا میں صحیح قرار دیا ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۷۵)

اس روایت کے ایک راوی ابو عبداللہ بن فنجویہ دینوری کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کا حال معلوم نہیں ہے۔ حالانکہ امام ذہبی نے انہیں "المحدث" کہا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۲۴۳) نیز علامہ ابن اثیر جزری نے انہیں "حافظ" کے لقب سے ذکر کیا ہے۔ اور اہل علم اچھی طرح جانتے ہیں کہ فن رجال میں حافظ اور محدث کا کیا مقام ہے۔

نمبر ۳ فقد روی البیہقی باسناد صحیح عن السائب بن یزید رضی اللہ عنہ قال کانوا یقومون علی عھد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی شھر رمضان بعشرین رکعۃ وروی الامام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فی الموطا عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون علی عھد عمر رضی اللہ عنہ بثلاث وعشرین ...... (بلوغ الامانی حاشیہ فتح الربانی ج ۵ ص ۱۸ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:۔ حقیقت ہے کہ امام بیہقی نے صحیح سندوں کے ساتھ مشہور صحابی رسول حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ جناب عمر فاروق

رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں لوگ بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔ اور جناب امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی حدیث کی کتاب "موطا امام مالک" میں حضرت یزید بن رومان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت نقل فرمائی ہے کہ لوگ حضرت عمر فاروق کے زمانۂ مبارک میں (رمضان شریف میں) تئیس رکعات پڑھا کرتے تھے"۔ (یعنی ۲۰ تراویح اور تین وتر)

نمبر ۴ عن السائب بن یزید قال کنا ننصرف من القیام علی عہد عمر وقد دنا فروع الفجر وکان القیام علی عہد عمر ثلاثۃ وعشرین رکعۃ (مصنف عبدالرزاق ج ۴ ص ۲۶۱ حدیث ۷۷۳۳ طبع بیروت)

امام بخاری اور امام مسلم کے استاد محدث عبدالرزاق علیہ الرحمۃ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ ہم جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ پاک میں تئیس رکعات (۲۰ تراویح اور تین وتر) پڑھا کرتے تھے اور ہم طول قیام کی وجہ سے فجر کے نزدیک تراویح سے فارغ ہوتے تھے۔

نمبر ۵ عن السائب بن یزید انہم کانوا یقومون فی شہر رمضان بعشرین رکعۃ ویقرءون بالمئین من القرآن وانہم کانوا یعتمدون علی العصی فی زمان عمر بن الخطاب۔ (ابن نصر ص ۹۱ بحوالہ حاشیہ مصنف عبدالرزاق ج ۴ ص ۲۶۱ طبع بیروت)

ترجمہ: بزرگ صحابی جناب سائب بن یزید کندی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارک میں لوگ رمضان شریف میں بیس تراویح پڑھا کرتے تھے۔ اور تراویح میں بہت لمبی قرأت کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ (طول قیام کی وجہ سے) لوگ (تھک جاتے تھے اور) عصاؤں پر ٹیک لگا لیا کرتے تھے۔

نمبر ۶ ان التراویح عشرون رکعۃ لما روی البیہقی عنہ باسنادٍ الصحیح عن السائب بن یزید رضی اللہ عنہ قال کنا نقوم فی

عہد عمر بعشرین رکعۃ والوتر (الحاوی للفتاویٰ ج ۱ ص ۳۵۰ طبع بیروت)

مشہور محدث، مفسر اور مؤرخ علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ تراویح بیس رکعات ہیں۔ کیونکہ امام بیہقی نے صحیح سندوں کے ساتھ صحابیٔ رسول جناب سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ پاک میں بیس تراویح اور (تین) وتر پڑھا کرتے تھے۔

نمبر ۷ عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی رمضان بثلاث وعشرین رکعۃ۔ (سنن الکبریٰ ج ۲ ص ۴۹۶)

ترجمہ: جناب یزید بن رومان (جو کہ ثقہ راوی ہیں۔ زرقانی شرح موطا ج ۱ ص ۲۵۵) رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں لوگ رمضان شریف میں (رات کو) تئیس رکعات (بیس تراویح اور تین وتر) پڑھا کرتے تھے۔

نمبر ۸ عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی رمضان بثلاث وعشرین رکعۃ۔

(آثار السنن ص ۲۵۳) ترجمہ وہی ہے۔

نمبر ۹ انہ قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی رمضان بثلاث وعشرین رکعۃ۔

(زرقانی شرح موطا ج ۱ ص ۲۵۵ طبع بیروت) ترجمہ وہی ہے۔

نمبر ۱۰ عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بثلاث وعشرین۔

(فتح الباری شرح بخاری ج ۴ ص ۲۵۳ طبع بیروت) ترجمہ وہی ہے۔

نمبر ۱۱ وروی مالک عن السائب بن یزید عشرین رکعۃ۔ (فتح الباری ج ۴ ص ۲۵۳، ج ۵ ص ۱۵۷)

نمبر ۱۲ روی البیهقی باسناد صحیح عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون علی عہد عمر رضی اللہ عنہ فی شہر رمضان بعشرین رکعۃ۔

(مغنی ابن قدامہ ج ۲ ص ۱۶۷)

ترجمہ:۔ محدث بیہقی صحیح سندوں کے ساتھ صحابی رسول جناب سائب بن یزید مدنی سے روایت کرتے ہیں لوگ زمانہ فاروقی میں رمضان شریف میں بیس تراویح پڑھا کرتے تھے۔

نمبر ۱۳ عن ابی بن کعب ان عمر بن الخطاب امرہ ان یصلی باللیل فی رمضان فقال ان الناس یصومون النہار ولا یحسنون ان یقرءوا فلو قرأت علیہم باللیل فقال یا امیر المؤمنین ھذا شیء لم یکن فقال قد علمت ولکنہ حسن فصلی بہم عشرین رکعۃ۔

(کنز العمال ج ۸ ص ۴۰۹ طبع بیروت)

قاریٔ بارگاہِ مصطفٰے جناب ابی بن کعب بیان فرماتے ہیں کہ جناب عمر فاروق نے آپ کو حکم فرمایا کہ تم رمضان شریف میں رات کو لوگوں کو تراویح پڑھایا کرو کیونکہ لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں (اور کام کاج کی وجہ سے) وہ دن میں اچھی طرح تلاوت قرآن نہیں کر سکتے۔ لہٰذا تم رات کو انہیں (تراویح میں) قرآن سنا دیا کرو۔ جناب ابی بن کعب نے عرض کی یا امیر المومنین یہ تراویح باجماعت ادا کرنا پہلے تو معمول نہیں ہے۔ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں جانتا ہوں کہ باجماعت تراویح پہلے ادا نہیں کی جاتیں لیکن یہ کام اچھا ہے۔ چنانچہ (جناب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق) لوگوں کو بیس رکعات (تراویح) پڑھائیں۔

نمبر ۱۴ ان عمر رضی اللہ عنہ لما جمع الناس علی ابی بن کعب فکان یصلی بہم عشرین رکعۃ۔ (الحاوی ج ۱ ص ۳۴۹ مغنی ابن قدامہ ج ۲ ص ۱۶۷)

ترجمہ:۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ

نے لوگوں کو جب حضرت ابی بن کعب کی اقتدا میں تراویح باجماعت پر جمع کیا تھا تو انہوں نے لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھائی تھیں۔

نمبر ۱۵ فلما جمعہم عمر علی ابی بن کعب کان یصلی بہم عشرین رکعۃ۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲۳ ص ۱۱۲)

مخالفین حضرات کے معتمد امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب کی امامت میں جماعت تراویح شروع کرائی تھی تو حضرت ابی بن کعب لوگوں کو بیس رکعات (تراویح) پڑھایا کرتے تھے۔

حافظ عبد المنان اہلحدیث بھی تسلیم کرتے ہیں کہ "حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن عبدالبر کے اقوال کا ماحصل تو صرف اتنا ہے کہ بیس رکعات حضرت ابی بن کعب سے ثابت اور صحیح ہے۔ (تعداد تراویح ص ۵۳)

نمبر ۱۶ قام بہم ابی بن کعب فی زمن عمر ابن الخطاب عشرین رکعۃ.... ویوتر بثلاث۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ کبریٰ ج ۲۲ ص ۱۴۰)

یعنی۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ جناب فاروق اعظم کے زمانہ میں لوگوں کو بیس رکعات (تراویح) اور تین رکعات وتر پڑھایا کرتے تھے۔

نمبر ۱۷ عن یحیی بن سعید ان عمر بن الخطاب امر رجلا یصلی بہم عشرین رکعۃ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۹۳)

جناب یحیٰی بن سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات (تراویح) پڑھائیں۔

جناب یحیٰی بن سعید کا یہی اثر جس میں عمر فاروق نے ایک آدمی کو بیس تراویح پڑھانے کا حکم فرمایا (آثار السنن ج ۲ ص ۵۵ پر بھی موجود ہے)

نمبر ۱۸ فاما قیام شہر رمضان.... احب الی عشرون لانہ روی عن عمر کذلک یقومون بمکۃ ویوترون بثلاث (المختصر المزنی ص ۲۱) امام شافعی فرماتے ہیں۔ مجھے تراویح کی بیس رکعات پسند ہیں۔ کیونکہ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ

سے بیس رکعات ہی روایت کی گئی ہیں۔ اور اسی طرح مکہ شریف میں بھی بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھے جاتے ہیں۔

نمبر ۱۹ ونیز بعد از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تا خلافت عمر رضی اللہ عنہ حال ہم براں نہج بود کہ ہر کسے برائے خود در خانہ یا مسجد میگزارد و چوں صدرے از خلافت عمر گزشت مردم را جمع کرد چنانچہ در احادیث بیاید و اہل مدینہ مطہرہ بر بیست رکعت شانزدہ رکعت دیگر میگزارند و سبش آں بود کہ اہل مکہ میان ہر دو ترویحہ طوافے میکردند و ماں نیز دریں مقام شریف متعادت است و آں راستہ عشریہ میگویند و در آخر شب بعد از گزاردن تراویح کہ در اول شب میگزارند از خانہ ھا برمی آیند و می گزارند۔ (ماثبت من السنہ صـ۲۱۷، اشعۃ اللمعات ج ا صـ۹۴۳ مطبوعہ نو لکشور لکھنو) جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت تک تراویح کا معاملہ اسی طرح رہا۔ کہ ہر شخص اپنے گھر میں یا مسجد میں (اکیلے ہی اپنی نماز تراویح) پڑھ لیتا۔ اور جب حضرت عمر کا کچھ ابتدائی دور خلافت گزر چکا تو حضرت عمر نے لوگوں کو تراویح کی جماعت پر اکٹھا کیا۔ احادیث مقدسہ میں یہ بات موجود ہے۔ اور مدینہ منورہ کے باشندے بیس رکعات تراویح پڑھنے کے بعد سولہ رکعات اور بھی پڑھتے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اہل مکہ ہر ترویحہ کے بعد خانہ کعبہ کا طواف کیا کرتے تھے اور اب تک اس جگہ یہ بات مشہور ہے اور ان رکعتوں کو "ستہ عشریہ" سولہ رکعتی نماز کہتے ہیں۔ (اور ان کو ادا کرنے کا اہل مدینہ کا طریقہ یہ ہے کہ) وہ بیس رکعات تراویح اول رات میں ادا کر چکنے کے بعد (گھروں کو چلے جاتے ہیں) اور آخر رات کو پھر اپنے گھروں سے نکلتے ہیں اور (مسجد نبوی میں آکر فرداً فرداً اہل مکہ کے تراویح کے درمیان ہر طواف کے بدلے چار رکعات کے حساب سے یہ سولہ رکعات) ادا کرتے ہیں۔

نمبر ۲۰ عن السائب بن یزید قال کان القیام علی عهد عمر بثلاث وعشرین رکعة قال ابن البرهنا محمول علی ان الثلاث الوتر۔

(عمدة القاری ج ۱۱ صـ۱۲۷ طبع بیروت)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں تراویح کی جماعت (بیس تراویح اور تین وتر) تیئس رکعات ہوتی تھیں۔

نمبر ۲۱ عن السائب بن یزید انھم کانوا یقومون فی رمضان بعشرین رکعة فی زمان عمر بن الخطاب۔

(عینی شرح بخاری ج ۱۱ صـ۱۲۷ مطبوعہ بیروت)

مشہور صحابی رسول جناب سائب بن یزید بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں لوگ یقیناً بیس تراویح پڑھا کرتے تھے۔

نمبر ۲۲ حدثنا حمید بن عبد الرحمٰن عن حسن عبد العزیز بن رفیع قال کان ابی بن کعب یصلی بالناس فی رمضان بالمدینة عشرین رکعة ویوتر بثلاث۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ صـ۳۹۳)

یعنی۔ قاری بارگاہ مصطفےٰ جلیل القدر صحابی جناب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں رمضان شریف کے مہینہ میں بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھا کرتے تھے۔

نمبر ۲۳ تقریباً یہی روایت جو عبد العزیز بن رفیع کا اثر ہے اس میں ۲۰ تراویح اور تین وتر کا ذکر ہے (آثار السنن ج ۲ صـ۵۸)

نمبر ۲۴ امام الوہابیہ اہلحدیث حضرات کے محدث، مفسر، محقق اور مناظر مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں۔

ہاں حضرت عمر کے زمانہ میں بیس رکعتوں کا ثبوت یزید بن رومان کی روایت سے ثابت ہوتا ہے . . . . . . بیس رکعتیں درصورت ثبوت کے مستحب ہیں۔ کیونکہ صحابہ نے پڑھی ہیں۔ (اہلحدیث کا مذہب صـ۹۸)

نمبر ۲۵ وقال محمد بن کعب القرظی کان الناس یصلون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان عشرین رکعۃ یطیلون فیہا القراءۃ ویوترون بثلاث .... (قیام اللیل ص۹۱)

یعنی محمد بن کعب قرظی بیان کرتے ہیں کہ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں لوگ رمضان شریف میں بیس تراویح اور تین وتر پڑھا کرتے تھے اور قرأت کو لمبا کیا کرتے تھے۔

نمبر ۲۶ سند الوہابیہ نواب صدیق خاں صاحب نے بھی یہ بات تسلیم کی ہے کہ "وکان ہذا ما وقع فی عہد عمر رضی اللہ عنہ کالاجماع" (عون الباری ج۴ ص۳۰) یعنی جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جو طریقہ قرار پا گیا تھا۔ وہ اجماع کی مانند ہے۔

جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی تراویح بیس رکعات

ثنا علی بن الجعد انبأ ابن ابی ذئب عن یزید بن خصیفۃ عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون علی عہد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی شہر رمضان بعشرین رکعۃ قال وکانوا یقرءون بالمئین وکانوا یتوکؤون علی عصیہم فی عہد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ من شدۃ القیام۔

(سنن بیہقی ج۲ ص۴۹۶)

جناب یزید بن خصیفہ حضرت سائب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان شریف میں بیس تراویح پڑھی جاتی تھیں آئمہ کرام۔ قاری صاحبان لمبی لمبی سورتیں پڑھتے تھے اور لوگ تھکاوٹ کی وجہ سے اپنے عصاؤں پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے۔ اسی طرح داماد رسول حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی (بیس رکعات تراویح پڑھی جاتی تھی۔ اور قاری صاحبان بہت لمبی قرأت کرتے تھے اور) لوگ شدت قیام کی وجہ سے تھک کر اپنی لاٹھیوں پر ٹیک لگا لیا کرتے تھے۔

جناب علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی تراویح بیس رکعات

نمبر ۱ عن ابی عبد الرحمان السلمی عن علی رضی اللہ عنہ قال دعا القراء فی رمضان فامر منہم رجلا یصلی بالناس عشرین رکعۃ وکان علی رضی اللہ عنہ یوتر بہم (سنن الکبرٰی ج۱ ص۴۹۶ مطبوعہ ملتان)

یعنی۔ جناب حیدر کرار متوفی ۴۰ھ رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک کے مہینے میں قاریوں کو طلب فرمایا پھر ان میں سے ایک شخص کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھائے۔ اور جناب علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ وتر خود پڑھاتے تھے۔

اور جو حماد بن شعیب کے بارے میں کہتے ہیں کہ بخاری نے کہا ہے فیہ نظر تو یہ تو کوئی بات نہیں کیونکہ کئی لوگوں کے بارے میں بخاری نے فیہ نظر کہا ہے لیکن خود بخاری نے اپنی دیگر تصانیف میں امام مسلم نے، امام ترمذی نے، امام ابوداؤد نے، امام نسائی نے اور امام ابن ماجہ نے ان راویوں سے روایات لی ہیں۔ مثلاً حبیب بن سالم۔ تمام بن نجیح، جعدہ مخزومی، ثعلبہ بن یزید اور راشد بن داؤد وغیرہ۔

نمبر ۲ عن ابی الحسناء ان علیا امر رجلا یصلی بہم فی رمضان عشرین رکعۃ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ ص۳۹۳ مطبوعہ کراچی)

مشہور تابعی جناب ابوالحسناء رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک میں ایک آدمی کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھائے۔ (اس کی سند میں حماد بن شعیب اور عطار بن سائب جن پر اعتراض کرتے ہیں۔ وہ دونوں راوی نہیں ہیں)

نیز یہ ابوالحسناء تقریب والا نہیں ہے۔ یہ ابوالحسناء وہ ہے جس سے ابوسعد بقال اور عمر بن قیس روایت کرتے ہیں۔ اور وہ خود حضرت علی سے روایت کرتا ہے اور پھر ابوالحسناء کی متابعت ابوعبدالرحمان نے بھی کی ہے جو ابوالحسناء سے بھی

بڑھ کر ثقہ ہے۔ لہٰذا ضعف جاتا رہا۔

نمبر ۳ عن ابی الحسناء ان علی بن ابی طالب امر رجلا ان یصلی بالناس خمس ترویحات عشرین رکعۃ۔ (سنن بیہقی ج ۲ ص ۴۹۷)

ایک دوسری سند کے ساتھ جناب ابوالحسناء تابعی سے روایت ہے کہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے رمضان شریف میں ایک قاری صاحب کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو پانچ ترویحے (چار رکعات کو ایک ترویحہ کہتے ہیں) یعنی بیس رکعت تراویح پڑھائیں۔

نمبر ۴ عن ابی الحسناء ان علیا امر رجلا یصلی بھم فی رمضان عشرین رکعۃ ...... (جوہر النقی حاشیہ بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶)

یعنی جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے رمضان مبارک میں ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھائے۔ (اس کی سند میں بھی اعتراض والے دونوں راوی نہیں ہیں۔)

نمبر ۵ عبارت اور ترجمہ تقریباً مذکورہ بالا (کنز العمال ج ۸ ص ۴۰۹ طبع بیروت)

نمبر ۶ عن عمرو بن قیس عن ابی الحسناء عن علی رضی اللہ عنہ انہ امر رجلا یصلی بھم فی رمضان عشرین رکعۃ (عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۱۲۷ طبع بیروت)

ترجمہ تقریباً وہی ہے جو اوپر گزرا۔

نمبر ۷ عن علی انہ امر رجلا یصلی بھم فی رمضان عشرین رکعۃ وھذا کالاجماع۔ (مغنی ابن قدامہ ج ۲ ص ۱۶۷)

یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو رمضان شریف میں بیس رکعات تراویح پڑھائے۔ اور یہ بات (یعنی بیس تراویح) اجماع کی طرح ہے۔

نمبر ۸ امام الوہابیہ ابن تیمیہ نے بھی پہلی قاریوں والی روایت کے حوالے سے

لکھا ہے کہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قائم کردہ جماعت تراویح کو بحال رکھا۔ ختم نہیں کیا۔ (لہٰذا ثابت ہوا کہ ابن تیمیہ کے نزدیک بھی یہ اثر صحیح ہے) (منہاج السنہ ج ۲ ص ۲۲۴)

نمبر ۹ علامہ ذہبی نے بھی مختصر میں ابن تیمیہ کے اس نقل کردہ اثر اور اس استدلال پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی یہ اثر اور وہ استدلال صحیح ہے۔ (المنتقی ص ۵۴۲ مطبوعہ مصر)

خلفاء راشدین کی تراویح بیس رکعات

نمبر ۱ وکونھا عشرین سنۃ الخلفاء الراشدین وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین ندب الی سنتھم۔ (حاشیہ بخاری شریف جلد ا ص ۱۵۴، مرقاۃ ج ۳ ص ۱۹۲)

یعنی۔ بیس رکعات تراویح خلفائے راشدین کی سنت ہے اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "تم پر میرا طریقہ اور (میرے) خلفاء راشدین کے طریقہ پر عمل کرنا لازم ہے" لہٰذا خلفاء راشدین کے طریقہ پر عمل کرنا مستحب ہے۔

نمبر ۲ بزعم خویش اہل حدیث حضرات کے محدث اور مفسر علامہ وحید الزمان موطا امام مالک کی شرح میں لکھتے ہیں۔ "بیس رکعتیں سنت ہیں خلفاء راشدین کی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمسکوا بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین۔ (یعنی میرے طریقہ اور میرے خلفاء راشدین کے طریقہ کو مضبوطی سے پکڑے رہو) ..... لہٰذا سنت خلفاء راشدین کی مستحب ہوگی۔ (حاشیہ موطا امام مالک ص ۱۴۱)

عبداللہ بن مسعود کی تراویح بیس رکعات

عن زید بن وھب قال کان عبد اللہ بن مسعود

يصلی لنا فی شهر رمضان فينصرف وعليه ليل قال الاعمش كان يصلی عشرين ركعة ويوتر بثلاث ۔ (عينی شرح بخاری ج ۱۱ ص ۱۲۷ المطبوعہ بیروت)

یعنی۔ مشہور تابعی حضرت زید بن وھب فرماتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہمیں رمضان شریف میں تراویح پڑھایا کرتے تھے۔ اور جناب اعمش بیان فرماتے ہیں کہ آپ ہمیشہ (عراق میں) بیس تراویح اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے۔

نمبر ۲ تقریباً یہی عبارت کہ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔ (قیام اللیل ص ۹۱، تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۷۵)

حضرت زید بن وھب اگرچہ جناب عبداللہ بن مسعود کے ساتھیوں میں سے ہیں لیکن چونکہ بیس تراویح کا ذکر اعمش نے علیحدہ کیا ہے لہٰذا اس ٹکڑے کو مرسل کہا گیا ہے۔ لیکن جب جناب عبداللہ بن مسعود کے باقی ساتھیوں سے اعمش کے بیان کی تائید ہو رہی ہے تو پھر یہ مرسل بھی مقبول ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں حدیث آمین کے آخر میں ہے۔ قال ابن شهاب وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول آمين۔ اس پر علامہ ابن حجر لکھتے ہیں وهو ان كان مرسلا فقد اعتضد بصنيع ابی هريرة راويه ۔ (بخاری مع فتح الباری ج ۲ ص ۱۸۰)

یعنی یہ ٹکڑا اگرچہ مرسل ہے لیکن راوی حدیث جناب ابوہریرہ کے عمل سے اس مرسل حصے کو بھی تقویت مل گئی۔

اسی طرح جناب ابن مسعود کے اصحاب خاص جناب شتیر بن شکل، جناب سوید بن غفلہ وغیرہ اور آپ کے اصحاب خاص کے شاگرد جناب سعید بن فیروز ابو البختری بھی بیس تراویح ہی پڑھتے تھے۔ لہٰذا اس سے جناب عبداللہ بن مسعود کے متعلق اعمش کی نسبت صحیح ثابت ہو گئی۔

تمام صحابہ کرام کا اجماع تراویح بیس رکعات

وما متن رها فعشرون ركعة فی عشر تسليمات

فی خمس ترويحات كل تسليمتين ترويحة كل تسليمتين ترويحة وهذا قول عامة العلماء لتادوی ان عمر جمع اصحاب النبی صلی الله عليه وسلم فی شهر رمضان علی ابی بن كعب فصلی بهم عشرين ركعة فی كل ليلة ولم ينكر عليه احد فيكون اجماعا منهم علی ذلك ۔

(بدائع الصنائع ج ۱ ص ۲۸۸)

یعنی۔ تراویح کی تعداد بیس رکعات ہے دس سلاموں کے ساتھ (دو۔ دو کر کے) پانچ ترویحے ہیں۔ اور ہر چار رکعت کے بعد ایک ترویحہ ہوتا ہے۔ اور یہی عام علماء (یعنی اکثر علماء) کا قول ہے جیسا کہ روایت کی گئی ہے کہ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو رمضان شریف میں حضرت ابی بن کعب کی امامت میں جمع کیا تھا۔ اور جناب ابی بن کعب ان سب کو ہر رات کو بیس تراویح پڑھاتے رہے۔ اور ان (صحابہ کرام) میں سے کسی ایک صحابی نے بھی بیس تراویح پر کوئی اعتراض اور انکار نہیں کیا۔ پس اس مسئلہ (بیس تراویح) پر صحابہ کرام کا اجماع ہو گیا۔

نمبر ۲ شارح مشکوٰۃ، مشہور و معروف محدث علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں۔ اجمع الصحابة علی ان التراويح عشرون ركعة ۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ج ۳ ص ۱۹۴)

یعنی۔ تمام صحابہ کرام اس بات پر متفق ہیں کہ تراویح بیس رکعات ہیں۔

نمبر ۳ وهو الصحيح عن ابی بن كعب من غير خلاف من الصحابة ۔ (عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۱۲۷) اور بیس تراویح کا مسئلہ قاری بارگاہ مصطفےٰ جناب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے صحیح طور پر ثابت ہو چکا ہے۔ اور صحابہ کرام میں سے کسی کا بھی اس مسئلہ میں اختلاف نہیں ہے۔

تابعین کی تراویح بیس رکعات

عن شتير بن شكل رحمه الله وكان من اصحاب علی انه كان يؤمهم

فی شہر رمضان بعشرین رکعۃ ویوتر بثلاث وقال البیہقی وفی ذلک قوۃ۔
(سنن الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۴۹۶)

جناب شتیر بن شکل جوکہ جناب علی المرتضیٰ کے خادموں میں سے تھے دراصل وہ رمضان شریف میں تراویح کی جماعت کرایا کرتے تھے اور آپ ہمیشہ بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے۔ (یہ ثقہ راویوں میں سے ہیں۔ (تقریب صفحہ ۱۴۳)

نمبر ۲ انہ کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ والوتر۔
(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۳)

مشہور تابعی جناب شتیر بن شکل رحمۃ اللہ رمضان شریف میں لوگوں کو بیس رکعات تراویح اور (تین) وتر پڑھایا کرتے تھے۔

نمبر ۳ عن ابی البختری انہ کان یصلی خمس ترویحات فی رمضان ویوتر بثلاث۔
(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۳)

مشہور اور ثقہ تابعی (تقریب صفحہ ۱۲۵) جناب سعید بن فیروز المعروف ابی البختری رحمۃ اللہ تعالیٰ رمضان شریف میں پانچ ترویحے یعنی بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھا کرتے تھے۔

نمبر ۴ مشہور "فقیہہ اور ثقہ تابعی" (تقریب صفحہ ۱۸۱) کان ابن ملیکۃ یصلی بنا فی رمضان عشرین رکعۃ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۳)

یعنی ثقہ اور فقیہہ تابعی جناب عبداللہ بن عبیداللہ المعروف ابن ابی ملیکہ متوفی ۱۱۷ھ لوگوں کو رمضان شریف میں بیس تراویح پڑھایا کرتے تھے۔

نمبر ۵ ثقہ فقیہ فاضل (تقریب صفحہ ۲۳۹) عن عطاء قال ادرکت الناس وھم یصلون ثلاثۃ وعشرین رکعۃ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۳)

فاضل فقیہہ اور ثقہ تابعی جناب عطاء بن ابی رباح متوفی ۱۱۴ھ رحمۃ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے (اپنے زمانہ میں) لوگوں (صحابہ کرام اور تابعین عظام) کو بشمول وتر تیئس رکعتیں پڑھتے پایا ہے (یعنی بیس تراویح اور تین وتر)

نمبر ۶ کبار من التابعین (تقریب صفحہ ۱۴۱) عن ابی الخصیب قال کان یؤمنا سوید بن غفلۃ فی رمضان فیصلی خمس ترویحات عشرین رکعۃ۔
(سنن بیہقی جلد ۲ صفحہ ۴۹۶)

جناب ابوالخصیب رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے شاگرد رشید بزرگ تابعی جناب حضرت سوید بن غفلہ متوفی ۸۱ھ رمضان شریف میں ہماری امامت فرمایا کرتے تھے تو وہ پانچ ترویحے یعنی بیس رکعات تراویح پڑھایا کرتے تھے۔

نمبر ۷ وروی محمد بن نصر من طریق عطاء قال ادرکتھم فی رمضان یصلون عشرین رکعۃ وثلاث رکعات الوتر۔
(فتح الباری شرح بخاری جلد ۴ صفحہ ۲۰۴ طبع بیروت)

یعنی۔ فاضل، ثقہ اور فقیہہ تابعی جناب عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں کہ میں نے رمضان شریف میں (اپنے زمانے کے صحابہ کرام اور تابعین عظام کو) لوگوں کو بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھتے پایا ہے۔

نمبر ۸ جلیل القدر تابعی جناب عطاء بن ابی رباح کا یہ فرمان مخالفین ومعاندین کے سرخیل محمد بن علی بن محمد المعروف قاضی شوکانی نے بھی اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ (نیل الاوطار جلد ۳ صفحہ ۵۷)

نمبر ۹ جلیل القدر تابعی جناب حضرت عبداللہ بن عمر کے آزاد کردہ غلام، حضرت ابو رافع، حضرت ابوہریرہ، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد جناب نافع متوفی ۱۱۷ھ رحمۃ اللہ بیان فرماتے ہیں لم ادرک الناس الا وھم یصلون تسعا وثلثین ویوترون منھا بثلاث۔
(قیام اللیل صفحہ ۹۲، تحفۃ الاحوذی جلد ۲ صفحہ ۷۳)

کہ میں نے مدینہ منورہ میں) لوگوں کو چھتیس رکعات (۲۰ رکعات تراویح اور ۱۶ نوافل بدل طواف) اور تین وتر پڑھتے دیکھا ہے۔

جناب علی بن ربیعہ تابعی کی تراویح بیس رکعات

ثقة من کبار الثالثة (تقریب صـ۲۴۳)

عن سعید بن عبید ان علی بن ربیعة کان یصلی بهم فی رمضان خمس ترویحات ویوتر بثلاث ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ صـ۳۹۳)

جناب علی المرتضیٰ اور جناب سلمان فارسی کے شاگرد رشید جناب سعید بن عبید رحمۃ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں کہ ثقہ بزرگ جناب علی بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ رمضان شریف میں ہمیں پانچ ترویحے یعنی بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے ۔

جناب حارث اعور ہمدانی تابعی کی تراویح بیس رکعات

عن الحارث انه کان یؤم الناس فی رمضان باللیل بعشرین رکعة ویوتر بثلاث ویقنت قبل الرکوع ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ صـ۳۹۳)

معروف تابعی جناب حارث ہمدانی جو کہ جناب علی المرتضیٰ کے شاگرد ہیں ۔ رمضان شریف کی راتوں میں لوگوں کی امامت کرایا کرتے تھے ۔ چنانچہ آپ بیس تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے اور وتروں میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھا کرتے تھے ۔

جناب سعید بن ابی الحسن جناب عبدالرحمان بن ابی بکرہ جناب عمران العبدی کی تراویح بیس رکعات

واما القائلون به من التابعین فشتیر بن شکل وابن ابی ملیکة والحارث الهمدانی وعطاء بن ابی رباح وابو البختری وسعید بن ابی الحسن البصری اخو الحسن و عبدالرحمٰن بن ابی بکرة وعمران العبدی رضی الله عنهم (وغیرهم) ۔ (عینی شرح بخاری ج۱۱ صـ۱۲۷ طبع بیروت)

یعنی اور تابعین میں سے بیس تراویح کے قائل حضرت شتیر بن شکل حضرت

عبداللہ بن عبید اللہ المشہور ابن ابی ملیکہ ، حضرت حارث ہمدانی ، حضرت عطاء بن ابی رباح ، حضرت سعید بن فیروز المشہور ابوالبختری ، حضرت سعید بن ابی الحسن بصری اخو الحسن ، حضرت عبدالرحمان بن ابی بکرہ اور حضرت عمران عبدی رضی اللہ عنہم وغیرہ ہیں ۔

نیز جناب عبدالرحمان بن ابی بکرہ ، سعید بن ابی الحسن اور عمران عبدی ۸۳ھ سے قبل بصرہ کی جامع مسجد میں پانچ ترویحے یعنی بیس رکعات تراویح پڑھایا کرتے تھے ۔ (قیام اللیل صـ۹۲)

حضرت نافع تابعی کی گواہی

وقد رواه ابن وهب عن العمری عن نافع قال لم ادرک الناس الا وهم یصلون تسعا وثلثین یوترون منها بثلاث ۔ (فتح الباری ج۴ صـ۲۰۵)

یعنی ۔ حضرت عبداللہ بن عمر کے آزاد کردہ غلام ۔ حضرت ابوہریرہ ، حضرت ابورافع اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں میں نے تو (مدینہ منورہ میں) لوگوں کو (رمضان شریف کی راتوں میں) انتالیس رکعتیں ہی پڑھتے ہوئے پایا ہے اور ان میں تین رکعتیں وتر کی بھی شامل ہوتی تھیں (۲۰ + ۱۶ + ۳ = ۳۹ ۔ تفصیل متذکرہ بالا)

جناب امام اعظم ابوحنیفہ ، جناب امام مالک ، جناب امام احمد بن حنبل ، جناب امام شافعی کی تراویح بیس رکعات

فالمسنون عند ابی حنیفة والشافعی واحمد عشرون رکعة بعشر تسلیمات وحکی عن مالک ان التراویح ست وثلاثون ۔

(رحمة الامة فی اختلاف الائمة صـ۴۲ ، اعلاء السنن ج۷ صـ۶۹)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ متوفی ۱۵۰ھ ، حضرت امام شافعی متوفی ۲۰۴ھ

اور حضرت امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ رضی اللہ عنہم کے نزدیک دس سلاموں کے ساتھ بیس رکعات تراویح سنت ہے۔ اور حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ متوفی ۱۷۹ھ (مدینہ طیبہ کے طریقہ پر جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے) سے چھتیس (۳۶) رکعتیں بیان کی گئی ہیں۔ (یعنی بیس تراویح اور سولہ نفل) تفصیل کیلئے دیکھو ص ۲۶، ۴۲

نمبر ۲ ومن ذلك قول ابی حنیفة والشافعی واحمد ان صلاۃ التراویح فی شهر رمضان عشرون رکعة وانها بالجماعة افضل مع قول مالك رضی الله عنه انها ستة وثلاثون رکعة۔

(میزان الکبریٰ شعرانی ج ۱ ص ۱۴۹)

یعنی امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم اجمعین کے نزدیک رمضان المبارک کی تراویح بیس رکعات ہیں اور تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنی افضل ہے۔ اور امام مالک کا قول ہے کہ (رمضان شریف کی راتوں میں مدینہ منورہ) چھتیس رکعتیں پڑھنی چاہئیں۔

تقریباً اسی طرح کی عبارت جس میں آئمہ اربعہ کی تراویح کا ذکر ہے۔

(بدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۱۹۲، ۲۱۰)

امام شافعی کی گواہی

وعن الزعفرانی عن الشافعی رأیت الناس یقومون بالمدینة بتسع وثلاثین وبمکة بثلاث وعشرین

(فتح الباری شرح بخاری ج ۴ ص ۲۰۵)

یعنی۔ جناب امام شافعی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو مدینہ منورہ میں (رمضان المبارک کی راتوں میں) انتالیس رکعات (۲۰ تراویح + ۱۶ نفل + 3 وتر اس کی تفصیل کیلئے دیکھیں ص ۴۲) اور مکہ مکرمہ میں تئیس رکعات (۲۰ تراویح اور ۳ وتر) پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

داؤد ظاہری کی تراویح ۲۰ رکعات

جناب داؤد ظاہری بغدادی متوفی ۲۷۰ھ بھی بیس تراویح پڑھتے

تھے۔ (بدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۱۹۱)

امام ترمذی کا تبصرہ

جناب سفیان ثوری اور جناب عبداللہ بن مبارک کی تراویح بیس رکعات

امام ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ) واکثر اهل العلم علی ما روی عن علی وعمر وغیرهما من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم عشرین رکعة وهو قول سفیان الثوری وابن المبارك والشافعی وقال الشافعی وهكذا ادرکت ببلدنا مکة یصلون عشرین رکعة۔

(ترمذی شریف ج ۱ ص ۹۹)

اکثر اہل علم اسی طریقہ اور عقیدہ پر ہیں جو حضرت علی المرتضٰی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما اور ان کے علاوہ جو (اکثر) صحابہ کرام کا طریقہ ہے یعنی تراویح بیس رکعات ہیں۔ جناب سفیان ثوری متوفی ۱۶۱ھ، جناب عبداللہ بن مبارک (آئمہ خراسان میں) متوفی ۱۸۱ھ اور امام شافعی بھی یہی کہتے ہیں کہ تراویح بیس رکعات ہیں۔ اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے شہر مکہ مکرمہ میں اسی طرح پایا ہے کہ وہ تراویح بیس رکعت پڑھتے ہیں۔

حنابلہ کی تراویح بیس رکعات

نمبر ۱ ثم التراویح وهی عشرون رکعة یقوم بها فی رمضان فی جماعة۔

(مقنع ج ۱ ص ۱۸۳)

حنبلی مذہب کی اس معتبر کتاب میں ہے تراویح بیس رکعات ہیں اور اس کو جماعت کے ساتھ ادا کرے۔

نمبر ۲ جناب شیخ منصور بن ادریس حنبلی لکھتے ہیں۔ وهی عشرون رکعة فی رمضان .... (کشف القناع ص ۲۹۶)

یعنی رمضان شریف میں تراویح بیس رکعات ہیں ۔

نمبر ۳ نیز لکھتے ہیں ۔ وھی عشرون رکعۃ فی رمضان جماعۃ ....

(شرح منتہی الارادات ۱ صہ۲۵۶)

یعنی ۔ رمضان شریف میں تراویح باجماعت بیس رکعات ہیں ۔

مالکیہ کا اقرار ۲۰ تراویح انہا کانت اولا احدی عشرۃ رکعۃ الا انہم کانوا یطیلون القراءۃ فیہ فثقل ذلک علیہم فزادوا فی عدد الرکعات وخففوا القراءۃ وکانوا یصلون عشرین رکعۃ غیر الوتر ۔

(تحفۃ الاخیار صہ۱۹۲)

جناب ابن حبیب مالکی لکھتے ہیں کہ (جناب عمر فاروق کے دورِ خلافت میں) پہلے گیارہ رکعت مقرر ہوئی تھیں لیکن لمبی قرأت کی وجہ سے لوگوں پر گراں ہوا لہٰذا رکعتوں میں اضافہ کرکے قرأت میں کمی کر دی گئی اور لوگ وتر کے علاوہ بیس رکعات تراویح پڑھنے لگے ۔

غوث اعظم کی تراویح بیس رکعات

ویستحب لہا الجماعۃ والجہر بالقراءۃ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلاہا کذلک فی تلک اللیالی ویکون ابتداءہا فی اللیلۃ التی یسفر صاحبہا غرۃ رمضان لانہا لیلۃ من شہر رمضان ولان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھکذا صلاہا وھی عشرون رکعۃ یجلس عقب رکعتین ویسلم فہی خمس ترویحات کل اربعۃ منہا ترویحۃ ۔

(غنیۃ الطالبین صہ۲۴۵ مطبوعہ ہند)

حضور غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔ تراویح کی جماعت اور اس میں بلند آواز میں قراءت کرنا مستحب ہے کیونکہ جناب

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان راتوں میں تراویح اسی طرح پڑھی ہیں ۔ اور جس رات کو رمضان المبارک کا چاند نظر آجائے اسی رات تراویح شروع کر دینی چاہیئے ۔ کیونکہ وہ ماہ رمضان کی رات ہوتی ہے اور چونکہ جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اسی رات سے تراویح شروع فرمایا کرتے تھے اور تراویح بیس رکعت ہیں ۔ ہر دو رکعات کے بعد بیٹھتے اور سلام پھیرتے ہیں ۔ پس یہ پانچ ترویحے بنتے ہیں کیونکہ چار رکعات کا ایک ترویحہ ہوتا ہے ۔

نوٹ یاد رہے یہ وہی شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں جن کے متعلق اکثر یہ دھوکا دیا جاتا ہے کہ جی پیر جیلانی ہمارے عقیدے کے تھے ۔ تو جناب عرض ہے ۔ الحمد للہ ۔ آئیں آج ہی بسم اللہ کریں اور حضور پیر جیلانی کی بات مانتے ہوئے آج سے ہی بیس تراویح پڑھنا شروع کر دیں ۔ حق کو دیکھ ، پڑھ اور سن کر مان لینے سے اللہ اور اس کے رسول کی رضا بھی حاصل ہوتی ہے ۔ اور اس پر عمل کر لینے سے عاقبت بھی سنور جاتی ہے ۔

والسلام علی من اتبع الھدی ۔

امام نووی کی تراویح بیس رکعات اعلم ان صلوۃ التراویح سنۃ باتفاق العلماء وھی عشرون رکعۃ ۔

(کتاب الاذکار صہ۸۳)

شارح مسلم امام حافظ ابو زکریا محی الدین نووی فرماتے ہیں تو جان لے کہ نماز تراویح بالاتفاق سنت ہے اور وہ بیس رکعت ہے ۔

نمبر ۲ مذہبنا انہا عشرون رکعۃ بعشر تسلیمات غیر الوتر وذلک خمس ترویحات والترویحۃ اربع رکعات بتسلیمتین ۔

(مہذب ۲ صہ۳۲)

یعنی ۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ تراویح بیس رکعات ہیں جو دس سلاموں سے ادا کی جاتی ہیں ۔ (یعنی دو دو کرکے پڑھی جاتی ہیں) وتروں کے علاوہ ۔ پس یہ پانچ

ترویحے بنتے ہیں۔ اور ایک ترویحہ دو دو کر کے چار رکعت کا ہوتا ہے۔

نمبر ۳ امام نووی نے خلاصہ میں کہا ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ کی بیس تراویح والی سائب بن یزید والی روایت کی اسناد صحیح ہیں۔

(مرقاۃ ج ۳ ص ۱۹۲، تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۷۵)

امام قسطلانی کا عقیدہ

مشہور محدث شارح بخاری امام شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں۔ والسر فی کونہا عشرین رکعۃ ان الرواتب فی غیر رمضان عشر رکعات فضوعفت لانہ وقت جد و تشمیر۔ (مواہب لدنیہ ج ۲ ص ۲۹۲)

بیس رکعات تراویح میں حکمت یہ ہے کہ رمضان شریف کے علاوہ دس رکعات سنت کی ہوتی ہیں۔ (چار سنت قبل ظہر + دو سنت بعد ظہر + دو سنت بعد مغرب + دو سنت بعد عشاء اور صبح کی دو سنت بعض علماء واجب میں شمار کرتے ہیں۔ غالباً اس لئے وہ شامل نہیں فرمائیں۔) تو رمضان شریف میں اس تعداد کو بیک وقت دوگنا کر دیا گیا۔ کیونکہ یہ مہینہ عبادت و ریاضت کا مہینہ ہے"۔ اسی طرح دو فرض صبح + چار فرض ظہر + چار فرض عصر + تین فرض مغرب + چار فرض عشاء + تین وتر = ۲۰ رکعتیں فرض و واجب کی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر روز انسان کے ذمہ ہوتی ہیں تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی طرف سے ۲۰ رکعات سنت جاری فرما دیں تاکہ یہ رکعتیں بھی فرائض و واجب کے برابر ہو جائیں۔

جناب امام غزالی کا فتویٰ

التراویح ھی عشرون رکعۃ کیفیتہا مشہورۃ وھی سنۃ مؤکدۃ۔

(احیاء العلوم ج ۱ ص ۱۸۰)

مشہور فلسفی عالم اور بزرگ جناب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تراویح بیس رکعات ہیں۔ ان کے پڑھنے کا طریقہ مشہور و معروف ہے اور یہ سنت مؤکدہ ہیں۔

جناب عمر بن عبد العزیز کی تراویح بیس رکعات

عن داؤد بن قیس قال ادرکت الناس بالمدینۃ فی زمن عمر بن عبد العزیز و ابان بن عثمان یصلون ستۃ و ثلاثین رکعۃ و یوترون بثلاث۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۹۳)

جناب ابان بن عثمان کی تراویح بیس رکعات

ترجمہ:- جناب داؤد بن قیس ثقہ بزرگ بیان فرماتے ہیں کہ جناب عمر بن عبد العزیز (متوفی ۱۰۱ھ) (خلیفہ راشد خامس) اور جناب ابان بن عثمان متوفی ۱۰۵ھ رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں میں نے لوگوں کو چھتیس رکعتیں اور تین وتر پڑھتے پایا۔ (یعنی چار تراویح (پہلا ترویحہ) پھر چار نفل اہل مکہ کے طواف کے بدلے میں = ۸ رکعت۔ پھر چار تراویح (دوسرا ترویحہ) اور چار نفل طواف کعبہ کا بدل ۸ + ۸ = ۱۶ رکعت۔ پھر چار تراویح (تیسرا ترویحہ) اور چار نفل طواف کعبہ کا بدل ۱۶ + ۸ = ۲۴ رکعت پھر چار تراویح (چوتھا ترویحہ) اور چار نفل ۲۴ + ۸ = ۳۲ رکعت۔ پھر پانچواں اور آخری ترویحہ یعنی چار تراویح ۳۲ + ۴ = ۳۶ رکعات۔

پہلا ترویحہ یعنی ۴ تراویح پھر ۴ نفل	دوسرا ترویحہ ۴ تراویح پھر ۴ نفل
تیسرا ترویحہ ۴ " پھر ۴ نفل	چوتھا ترویحہ ۴ " پھر ۴ نفل
پانچواں ترویحہ ۴ " کل تراویح ۲۰	کل نفل ۱۶

۲۰ + ۱۶ = ۳۶ رکعات۔

نمبر ۲ اسی طرح جناب عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ نے اپنے وقت کے قاریوں کو حکم دیا تھا کہ وہ رمضان شریف میں لوگوں کو چھتیس رکعتیں پڑھائیں (قیام اللیل ص ۹۲)

نمبر ۳ تقریباً وہی مذکورہ بالا عبارت (فتح الباری ج ۴ ص ۲۰۴) اس کی تفصیل پہلے اشعۃ اللمعات کے حوالے سے گزر چکی ہے دیکھیں صفحہ

ابن قدامہ کا فیصلہ

(وقیام شہر رمضان عشرون رکعۃ یعنی صلوٰۃ التراویح وھی سنۃ مؤکدۃ۔ (مغنی ج ۲ ص ۱۶۶)

جناب ابن قدامہ فرماتے ہیں کہ رمضان شریف کی تراویح بیس رکعت ہیں اور یہ سنت مؤکدہ ہیں۔

جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

(وعددہ عشرون رکعۃ وذلک انہم رأوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم شرع للمحسنین احدی عشرۃ رکعۃ فی جمیع السنۃ فحکوا انہ لا ینبغی ان یکون حظ المسلم فی رمضان عند قصدہ الاقتحام فی لجۃ التشبہ بالملکوت اقل من ضعفہا۔

(حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۱۸)

یعنی (صحابہ کرام کا) تراویح کی نماز بیس رکعت مقرر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے نیکوں کے لئے تمام سال میں گیارہ رکعتیں مقرر فرمائی ہیں۔ (آٹھ رکعت تہجد تین وتر) پس (صحابہ کرام نے) یہ فیصلہ کرلیا کہ رمضان شریف میں جبکہ مسلمان تشبہ بالملکوت کے سمندر میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کا حصہ عام حالات سے دوگنا ہونا چاہیئے۔

مولوی ثناء اللہ اہلحدیث

بیس تراویح کو خلاف سنت کہنا اچھا نہیں کیونکہ مکہ معظمہ میں بھی بیس رکعت پڑھی جاتی ہیں۔ (اہلحدیث امرتسر ۲۵ دسمبر ۱۹۳۶ء)

ابن تیمیہ کا آٹھ تراویح سنت سے انکار

امام الوہابیہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔ ومن ظن ان قیام رمضان فیہ عدد موقت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یزاد ولا ینقص منہ فقد اخطأ۔

(فتاوٰی ابن تیمیہ ج ۲ ص ۴۰۱)

یعنی جو شخص سمجھتا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے تراویح کی کوئی تعداد مقرر ہے جس میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی در حقیقت وہ غلطی پر ہے۔

(الانتقاد الرجیح ص ۶۳، تحفۃ الاخیار ص ۱۱۶، مصابیح ص ۴۴)

نواب آف اہلحدیث کا آٹھ تراویح مسنون سے انکار

واما تراویح بطوریکہ الان معتاد است در عہد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واقع نشدہ بلکہ ایجاد حضرت عمر ست رضی اللہ عنہ کہ ابی بن کعب را بر جمع مردم امر کردہ و در قدر صلوٰۃ ابی اختلاف است از یازدہ تا بست و بست و یک بست و سہہ و بالجملہ عددے معین در مرفوع نیامدہ و تکثیر نفل و تطوع سودمند است پس منع از بست و یازدہ چیزے نیست چنانچہ جمود بران و اعتقاد عدم اجزا اکثر ازاں آثارے از علم ندارد (عرف الجادی ص ۸۴)

اہلحدیث حضرات کے معتمد محدث و مفسر اور مجدد نواب میر نورالحسن خان بن نواب صدیق حسن خاں صاحب لکھتے ہیں۔

یعنی - تراویح جس طرح آج پڑھی جاتی ہیں (جماعت کے ساتھ) اس طرح جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں نہ تھیں بلکہ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جاری کردہ ہیں۔ جناب عمر فاروق نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ تراویح مل کر جماعت کے ساتھ ادا کی جائے۔

اور جناب ابی بن کعب کی تراویح کی تعداد میں اختلاف ہے۔ گیارہ رکعات سے لیکر بیس رکعات تک بیان کی گئی ہیں اور اکیس اور تئیس بھی بیان کی جاتی ہیں (۲۰ تراویح اور وتر ایک یا تین) اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تراویح کی تعداد کے متعلق کوئی ثبوت نہیں ہے۔ (نواب صاحب اپنی بات کررہے ہیں ہمیں تو الحمدللہ مل بھی جاتے ہیں اور چند براہین اپنے مقام پر اس رسالہ میں نقل بھی کردیئے گئے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں ص ۱۱) اور نفلی عبادت زیادہ کرنا ہی بہتر ہوتا ہے۔ لہٰذا بیس رکعت تراویح سے منع کرنا اچھا نہیں ہے۔ اور اسی طرح گیارہ سے بھی۔

قاضی شوکانی کا آٹھ تراویح سنت سے انکار

فقصر الصلوٰۃ المسماۃ بالتراویح علی عدد معین وتخصیصھا بقراءۃ مخصوصۃ لم یرد بہ سنۃ۔ (نیل الاوطار ۳ ص ۴۹)

امام الوہابیہ قاضی شوکانی لکھتے ہیں۔ یعنی نماز تراویح کے لئے کوئی تعداد معین کر لینا یا اس میں کوئی خاص مقدارِ قرأت مقرر کرنا سنت سے ثابت نہیں ہے۔

علامۂ اہلحدیث کا آٹھ تراویح سے انکار

پس قیام رمضان فرادی او جماعۃ او زاعا او علی امام واحد ولا یتعین لہ عدد معین (کنز الحقائق ص ۳۰)

محسن اہلحدیث، محدث ومفسر وہابیہ علامہ وحید الزمان رقمطراز ہیں۔
رمضان المبارک میں نماز تراویح اکیلے اکیلے پڑھ لیں یا ایک جگہ اکٹھے ہو کر اپنی اپنی طاقت کے مطابق پڑھ لیں یا ایک امام مقرر کر کے اس کے پیچھے پڑھ لیں ہر طرح جائز ہے اور تراویح کی تعداد رکعات کی کوئی تعداد مقرر نہیں کی گئی۔
(یہ وہ اپنی بات کر رہے ہیں ورنہ تعداد معین بھی ہے اور بحمد للہ ہم نے اپنے مقام پر بیان بھی کی ہے)

نیز لکھتے ہیں

ولا یتعین لصلوۃ لیالی رمضان یعنی التراویح عدد معین۔ (نزل الابرار ۱ ص ۱۲۶)

یعنی رمضان شریف کی راتوں میں نماز تراویح کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے۔

نواب اہلحدیث کا آٹھ تراویح مسنون سے انکار

اہلحدیث حضرات کے معتبر ومعتمد محدث ومفسر نواب صدیق حسن صاحب بھوپالی لکھتے ہیں۔ ان صلوٰۃ التراویح سنۃ باصلھا لما ثبت انہ صلی اللہ علیہ وسلم صلاھا.... ولم یأت تعین العدد فی الروایات الصحیحہ المرفوعۃ۔ (الانتقاد الرجیح ص ۶۱)

یعنی۔ چونکہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح پڑھی ہیں

لہٰذا یہ سنت ہوئی لیکن تراویح کی تعداد کسی صحیح مرفوع روائیت سے ثابت نہیں ہوتی۔

۲۰ تراویح والا بھی سنت کا عامل

نیز نواب اہلحدیث لکھتے ہیں "پس آتی بزیادت عامل لبسنت ھم باشد"۔ (ہدایۃ السائل ص ۱۳۸) یعنی تراویح گیارہ سے زیادہ پڑھنے والا بھی سنت پر ہی عمل کر رہا ہے۔ نیز لکھتے ہیں۔

۲۰ تراویح بھی بدعت نہیں

اما آنکہ جمع از اہل علم ایں نماز بیست رکعت قرار دادہ اند .... ایں عدد بخصوصہ ثابت نشدہ ولیکن مجملہ چیزے است کہ براں ایں معنی صادق است کہ انہ صلوٰۃ دانہ فی رمضان۔ پس حکم مبتدیع چہ معنی۔ (بدور الاہلہ ص ۸۳)

یعنی جو اہل علم کی ایک جماعت نے تراویح بیس رکعات قرار دی ہیں۔ یہ تعداد مخصوص ثابت نہیں ہے۔ لیکن یہ ایک مجمل چیز ہے۔ اس پر یہ بات صحیح ہے کہ وہ ایک نماز ہے۔ جماعت ہے جو رمضان میں ہے۔ لہٰذا اس کو بدعت نہیں کہا جا سکتا۔

کیا تہجد اور تراویح ایک ہی ہے

آٹھ تراویح کے قائل حضرات جب اپنے دعویٰ کے ثبوت میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ کی گیارہ رکعت والی روائیت پیش کرتے ہیں تو ہم اسے جواباً مکمل و اکمل طور پر تہجد سے متعلق ثابت کر دیتے ہیں تو پھر وہ مجبوراً یہ کہہ کر جان چھڑاتے ہیں کہ "جی تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دو نام ہیں۔ یعنی رمضان شریف میں تہجد کی نماز کو ہی تراویح کہا جاتا ہے"۔ حالانکہ یہ بالکل لغو اور فاش بات ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انہیں تراویح کے آٹھ ہونے کی تو کوئی صحیح، صریح مرفوع حدیث ملتی نہیں لہٰذا آٹھ تہجد والی روایت کو گھسیٹ گھساٹ کر آٹھ تراویح کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ اس روائیت پر بعد میں تبصرہ کریں گے: انشاءاللہ تعالیٰ۔

اہل علم حضرات پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ محدثین کرام نے تہجد کے لئے "قیام اللیل" اور تراویح کے لئے "قیام رمضان" یا قیام شہر رمضان" کے الفاظ سے علیحدہ علیحدہ باب باندھے ہیں اور ان دونوں نمازوں کو دو الگ الگ نمازیں قرار دیا ہے۔ اور جہاں کہیں "قیام رمضان کا ذکر آیا ہے۔ محدثین کرام نے اس سے مراد تراویح ہی کو لیا ہے۔ مثلاً

نمبر۱ مسلم شریف میں قیام رمضان کے باب کے الفاظ یہ ہیں۔ "الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح۔" (مسلم شریف ج۱ ص۲۵۹)
یعنی۔ رمضان شریف میں قیام کی ترغیب کا بیان۔ اور قیام رمضان سے مراد تراویح ہے۔

نمبر۲ شارح مسلم امام نووی فرماتے ہیں۔ "المراد بقیام رمضان صلوٰۃ التراویح" (نووی بر مسلم ج۱ ص۲۵۹) یعنی قیام رمضان سے مراد تراویح کی نماز ہے۔

نمبر۳ شارح بخاری علامہ شمس الدین محمد بن یوسف کرمانی فرماتے ہیں۔ "باب فضل من قام رمضان اتفقوا علی ان المراد بقیامہ صلوٰۃ التراویح" (کرمانی شرح بخاری ج۹ ص۱۵۲) یعنی اس بات پر اتفاق ہے کہ قیام رمضان سے مراد تراویح کی نماز ہے۔

نمبر۴ صحاح ستہ کی کتاب نسائی شریف کے حاشیہ میں ہے "المراد بقیام رمضان صلوٰۃ التراویح۔" (حاشیہ نسائی ج۱ ص۲۳۸)
یعنی قیام رمضان سے مراد تراویح کی نماز ہے۔

نمبر۵ شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔ "الکرمانی فقال اتفقوا علی ان المراد بقیام رمضان صلاۃ التراویح" (فتح الباری شرح بخاری ج۴ ص۲۰۲) یعنی۔ علامہ کرمانی نے فرمایا ہے کہ قیام رمضان سے مراد صلوٰۃ التراویح ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔

نمبر۶ علامہ وحید الزمان اہلحدیث کے بھائی علامہ بدیع الزمان نے بھی حضورؐ کی تین دن کی نماز کو تراویح ہی لکھا ہے۔ (ترمذی مترجم ج۱ ص۳۰۷)

نمبر۷ مشہور محدث امام حافظ ابی بکر عبداللہ بن محمد ابی شیبہ ایک واقعہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کان الامام یصلی بالناس فی المسجد والمتھجدون یصلون فی نواحی المسجد۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ ص۳۹۸)
کچھ لوگ امام کے ساتھ مسجد میں با جماعت تراویح ادا کر رہے تھے اور کچھ لوگ مسجد کے قریب ایک جگہ پر تہجد پڑھ رہے تھے۔

اب ذرا آپ سوچیں کہ اگر تہجد ہی تراویح ہے تو لوگ الگ الگ نمازیں کیوں ادا کر رہے تھے۔ اگر رمضان شریف میں تراویح تہجد کے قائم مقام ہوتی ہے تو تہجد پڑھنے والے علیحدہ کیوں پڑھ رہے تھے۔ نیز کیا تہجد کی جماعت کا بھی کسی زمانہ میں معمول رہا ہے۔ یا پھر قرون اولیٰ کے مسلمانوں کو اس مسئلے کا علم نہیں تھا۔ ظاہر بات ہے اگر تہجد ہی کا نام رمضان شریف میں تراویح ہوتا تو تہجد پڑھنے والے کبھی بھی جماعت سے ہٹ کر اپنی نماز علیحدہ نہ پڑھتے بلکہ جو لوگ جماعت کے ساتھ تراویح ادا کر رہے تھے یہ تہجد بھی اس جماعت میں شامل ہو جاتے۔

نمبر۸ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "مراد بران تراویح است وسبب تسمیہ آں بتراویح آنست کہ مردم کہ در اول با جتماع میگزارند می نشستند بعد از ہر دو سلام دراحت میگرفتند ازیں جہت تراویح نام آں افتاد (اشعۃ اللمعات ج۱ ص۵۴۳)

یعنی قیام رمضان سے مراد تراویح ہے اور اس کا نام تراویح اس لئے ہے کہ لوگ تراویح میں ہر چار رکعات کے بعد آرام کرتے ہیں اس وجہ سے اس نماز کا نام ہی تراویح ہو گیا۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری کا فیصلہ اہلحدیث حضرات کے محدث اور مفسر مولوی ثناء اللہ امرتسری سے سوال

ہوتا ہے کہ " رمضان المبارک میں تراویح اور تہجد دونوں ہیں یا تہجد کی بدل تراویح ہے " مولوی ثناءاللہ صاحب جواب دیتے ہیں " تراویح اگر پہلے وقت میں پڑھی جائے تو وہ صرف تراویح ہی ہوگی (یعنی تہجد کا بدل نہیں بنے گی بلکہ تہجد علیحدہ سے پڑھنی پڑے گی) اور اگر پچھلے وقت میں پڑھیں تو تہجد کے قائم مقام ہو جاتی ہے ۔ (اہلحدیث امرتسر ۲۳ جنوری ۱۹۳۱ء صہ۱۳)

نیز لکھتے ہیں عبداللہ چکڑالوی کہتا ہے کہ پہلے وقت کی نماز اور پچھلے وقت کی نماز ایک ہی ہے ۔ دو نہیں ہیں ۔ یعنی تراویح جو اول وقت میں پڑھی جاتی ہے تہجد ہی کی نماز ہے اور کوئی نہیں ۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس دعویٰ پر بھی کوئی دلیل نہیں ۔ بلکہ اس کے خلاف دلیل موجود ہے ۔ کیونکہ تہجد کے معنی نیند سے اٹھ کر نماز کا پڑھنا ہے ۔ قاموس میں ہے ۔ " تہجد ۔ استیقظ " نہ ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وعن ابیہا کی حدیث سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ اول شب کی نماز اور آخر شب کی نماز ایک ہی ہے ۔ (اہلحدیث کا مذہب صہ۹۶)

نیز لکھتے ہیں رہی (اس کی) یہ بات کہ جن تین دنوں میں آپ نے اول شب تراویح پڑھی تھی ۔ ان دنوں میں آخر شب میں بھی نماز پڑھی ہوگی ۔ تو یہ گیارہ سے زیادہ ہوگئیں اور اگر نہیں پڑھی تو فرمان خداوندی " فتہجد بہ " کی تعمیل نہ ہوئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں صورتیں ممکن ہیں یعنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضور نے ان دنوں میں آخر شب بھی نماز پڑھی ہو ۔ مگر چونکہ تمام عمر کے لحاظ سے تین دن کی مقدار ایسی قلیل ہے کہ جس کی کوئی نسبت ہی نہیں ملتی ۔ اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عام طور پر نفی کر دی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی (گیارہ سے) زیادہ نہیں پڑھیں ۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان تین دنوں میں حضور نے اسی اول شب کی نماز کو قائم مقام پچھلی رات کی نماز کے کر کے نہ پڑھا ہو ۔ لیکن کسی نماز کا دوسری نماز کے قائم مقام ثواب میں ہو جانے سے ان دونوں نمازوں کا ایک ہونا لازم نہیں آتا ۔ (اہلحدیث کا مذہب صہ۹۷)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

تہجد کی تعریف

والتھجد التیقظ من النوم باللیل والھجود النوم فمعناہ التجنب عن النوم واسھر بلفظ الامر تفسیر للفظ تھجد ۔ (کرمانی ج۷ صہ۱۸۲)

یعنی تہجد ۔ رات کو نیند سے بیدار ہونا اور ہجود النوم کا معنی ہے نیند سے علیحدہ ہونا اور اِسْھَرْ ۔ امر کا صیغہ ہے جو لفظ تہجد کی تفسیر ہے ۔ (یعنی رات کے پچھلے اور آخری حصے میں جاگ)

ثابت ہوا کہ تراویح رات کے اول حصہ میں پڑھی جاتی ہیں اور تہجد رات کے آخری حصے میں پڑھی جاتی ہے ۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ علیحدہ علیحدہ دو نمازیں ہیں ۔

تہجد گھر میں پڑھنا افضل

عن زید بن ثابت قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ..... فصلوا فی بیوتکم فان افضل الصلوٰۃ صلوٰۃ المرء فی بیتہ الا المکتوبۃ ۔

باختلاف الفاظ ۔ (بخاری ج۱ صہ۱۰۱ ، ج۱ صہ۹۰۳ ، ج۲ صہ۱۰۸۲ / مسلم ج۱ صہ۲۶۶ / ترمذی ج۱ صہ۹۱ / ابوداؤد ج۱ صہ۱۴۹ / نسائی ج۱ صہ۲۳۶ / بیہقی ج۲ صہ۴۹۴ وغیرہ)

یعنی جناب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (تہجد) کی نماز اپنے گھروں میں پڑھا کرو ۔ کیونکہ آدمی کی بہترین نفل ، نماز اس کے گھر میں ہوتی ہے سوائے فرض نمازوں کے ۔

اس صحیح مرفوع حدیث سے معلوم ہوا کہ تہجد کی نماز گھر میں اکیلے پڑھنا افضل اور بہتر ہوتی ہے ۔

تراویح باجماعت افضل

لیکن اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنا زیادہ افضل ہوتا ہے جیسا کہ امام نووی شارح مسلم بیان فرماتے ہیں کہ " فقال الشافعی وجمہور اصحابہ وابوحنیفۃ واحمد وبعض المالکیۃ وغیرہم الافضل صلاتہا جماعۃ کما فعلہ عمر بن الخطاب والصحابۃ رضی اللہ عنہم واستمر

علی المسلمین علیہ - (نووی بر مسلم ج ۱ ص ۲۵۹)

یعنی - امام شافعی اور ان کے ساتھی، امام اعظم ابو حنیفہ، امام احمد بن حنبل اور بعض مالکی اور ان کے علاوہ بہت (سے اکابرین اسلام) کہتے ہیں کہ تراویح جماعت سے پڑھنا افضل ہے۔ جیساکہ جناب عمر فاروق اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تراویح جماعت سے ادا فرمائی تھی۔ اور اہل اسلام (آج تک) اسی طریقہ پر قائم ہیں۔

نمبر ۲ والجمھور علی ان الافضل صلوٰتھا جماعۃ فی المسجد کما فعلہ عمر بن الخطاب والصحابۃ رضی اللہ عنہم واستمر علی المسلمین علیہ لانہ من الشعائر (حاشیہ نسائی ج ۱ ص ۲۳۸) الظاھرۃ فاشبہ صلوٰۃ العیدین۔

اور جمہور کا یہ فتویٰ ہے کہ تراویح کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے۔ جیساکہ جناب عمر فاروق اور دیگر صحابہ کرام نے تراویح مسجد میں جماعت سے ادا کی تھی اور مسلمان آج تک، اسی طریقہ پر ہیں۔ کیونکہ نماز تراویح اسلام کی ظاہر نشانیوں میں سے ہے لہٰذا یہ عیدین کی نمازوں کی طرح ہے۔ (لہٰذا اسے علی الاعلان باجماعت ادا کرنا چاہیئے۔)

نمبر ۳ صحابہ کرام کا طریقہ بھی یہی تھا کہ وہ تراویح کو رات کے اول حصہ میں ادا کیا کرتے تھے۔ جیساکہ - امام بخاری و امام مسلم کے استاد محدث عبدالرزاق صحابیٔ رسول جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نماز تراویح کا ذکر کرتے ہوئے روائت بیان فرماتے ہیں۔ "عن زید بن وھب قال کان عبداللہ بن مسعود یصلی بنا فی شھر رمضان فینصرف بلیل۔" (مصنف عبدالرزاق ج ۴ ص ۲۶۲ و اخرجہ ابن نصر ص ۹۶ عن وکیع عن الثوری)

جناب زید بن وہب بیان فرماتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہمیں رمضان شریف میں نماز تراویح پڑھایا کرتے تھے چنانچہ آپ رات ہی کو تراویح سے فارغ ہو کر واپس تشریف لے جایا کرتے تھے۔ (یعنی رات کے پہلے ہی حصے میں

تراویح سے فارغ ہو جایا کرتے تھے۔)

شارح شمائل علامہ بیجوری علیہ الرحمۃ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رمضان شریف میں نماز تراویح اور نماز تہجد کا علیحدہ علیحدہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں -" وکیف کانت صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان ای فی لیالہ وقت التھجد زیادۃ علی ما صلاہ بعد العشآء من التراویح -

(شرح شمائل ترمذی ص ۱۴۳)

یعنی جو نماز تراویح جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز کے بعد ادا فرمائی تھی۔ اس کو رمضان شریف کی راتوں میں آپ نے جو تہجد کے وقت پچھلی رات کو نماز ادا فرمائی تھی اس پر زیادتی کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟

نمبر ۴ ثم التراویح وھی عشرون رکعۃ یقوم بھا فی رمضان فی جماعۃ و یوتر بعدھا فی الجماعۃ فان کان لہ تہجد جعل الوتر بعدہ (مقنع ج ۱ ص ۱۹۲/۲۶)

فقہ حنبلی کی معتبر کتاب مقنع میں ہے کہ "تراویح بیس رکعات ہیں اور ان کو رمضان شریف میں جماعت کے ساتھ ادا کرے اور وتر تراویح کے بعد پڑھے اور اگر وہ تہجد بھی پڑھتا ہو تو تراویح کے بعد وتر نہ پڑھے بلکہ اپنے وقت پر تہجد ادا کرنے کے بعد وتر ادا کرے"۔ یہاں بھی تراویح اور تہجد دو الگ الگ نمازیں بیان کی گئی ہیں۔

نمبر ۵ شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی تراویح کے متعلق فرماتے ہیں - "سمیت الصلوٰۃ فی الجماعۃ فی لیالی رمضان التراویح" (فتح الباری ج ۴ ص ۲۱۰) یعنی رمضان شریف کی راتوں میں جو باجماعت نماز پڑھی جاتی ہے اس کو تراویح کہا جاتا ہے۔ (معلوم ہوا کہ تراویح صرف رمضان میں ہی پڑھی جاتی ہے)

نمبر ۶ شارح بخاری علامہ قسطلانی نے بھی تقریباً اسی طرح کے الفاظ بیان فرمائے ہیں۔ (ارشاد الساری شرح بخاری جلد نمبر ۳ ص ۴۲۳)

نمبر ۷ بزعم خویش اہلحدیث حضرات کے شیخ الکل مولوی نذیر حسین دہلوی رمضان شریف میں اول رات کو تراویح اور آخر رات میں تہجد پڑھا کرتے تھے۔ (الحیات بعد المماة ص ۲۰)

(سوانح عمری شیخ الکل مولوی نذیر حسین دہلوی از مولوی عبداللہ لاہوری)

ایک دھوکے کا ازالہ

آٹھ تراویح کے قائل حضرات سے جب آٹھ تراویح کا ثبوت مانگا جاتا ہے تو وہ بخاری شریف کی ایک روایت سے دھوکا دینے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ کہ جی ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف اور رمضان شریف کے علاوہ (باقی گیارہ مہینوں میں) کبھی بھی (رات کو) گیارہ رکعات سے زیادہ نوافل نہیں پڑھے۔

توجناب یہ روایت "کتاب التھجد" میں ہے اور امام بخاری نے اس حدیث پر باب باندھا ہے "قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ"۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام سال کی رات کی نماز کا بیان۔ تو جناب یا تو امام بخاری کو اس حدیث کے مضمون کو سمجھنے میں غلطی لگی ہے یا پھر ان حضرات کو۔ کیونکہ امام بخاری کی اس روایت پر "حضور کی تمام سال کی رات کی نماز" کا باب باندھنے سے ثابت ہو رہا ہے کہ آپ اس باب میں وہ حدیث بیان کریں گے جس میں حضور کی تمام سال کی رات کی نماز کا ذکر ہو اور وہ کونسی نماز ہے۔ یہ بات اس طرح واضح ہو جاتی ہے کہ امام بخاری اس حدیث کو "کتاب التھجد" میں لائے ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی تمام سال کی جن آٹھ رکعت نفل اور تین وتر کل گیارہ رکعات کا ذکر فرمایا ہے وہ تہجد کی نماز ہے۔ اس سے مراد تراویح کی نماز اس لئے نہیں ہو سکتی کہ تراویح صرف رمضان شریف میں پڑھی جاتی ہے سارا سال نہیں۔ اور اس روایت میں ام المومنین حضور کی اس رات کی نماز کا ذکر فرما رہی ہیں جو آپ سارا سال پڑھا کرتے تھے۔

لیکن جو حضرات اس تہجد والی روایت سے تراویح ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ ان سے پوچھیں کہ اگر ان سے مراد تراویح کی رکعات ہیں تو پھر۔

نمبر ۱ امام بخاری نے اس روایت کو "کتاب التھجد" میں کیوں بیان فرمایا ہے۔

نمبر ۲ امام بخاری نے اس روایت پر باب "حضور کی تمام سال کی رات کی نماز" کیوں باندھا ہے۔

نمبر ۳۔ اس روایت کے مطابق حضور نے یہ آٹھ رکعات چار چار کر کے پڑھی ہیں۔ آپ دو دو کر کے کیوں پڑھتے ہیں اور سنت کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

نمبر ۴۔ ام المؤمنین کے الفاظ "یارسول اللہ اتنام قبل ان توتر" واضح کر رہے ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز آرام فرمانے کے بعد بیدار ہونے پر پڑھی تھی تو کیا تراویح عشاء کی نماز کے بعد سو کر اٹھنے پر پڑھی جاتی ہیں یا عشاء کی نماز کے فوراً بعد سونے سے پہلے پڑھی جاتی ہیں۔

نمبر ۵۔ بخاری ج ۱ ص ۲۶۹ کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف کی تین راتوں میں جماعت کرائی تھی وہ کونسی نماز تھی۔

نمبر ۶ اگر تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دو نام ہیں تو کیا نماز تہجد کی جماعت کا بھی آپ میں کبھی معمول رہا ہے خود کہتے ہیں کہ "تہجد کی جماعت نہیں ہوتی" (ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ۷ جنوری سنہ ۱۹۹۴ء صفحہ نمبر ۹)۔

نمبر ۷۔ بخاری شریف ج ۱ ص ۲۶۹ کے مطابق جب جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تراویح کی جماعت شروع کروائی تھی تو آپ نے فرمایا تھا۔ "والتی تنامون عنها افضل من التی تقومون" یعنی یہ لوگ جو اول رات میں نماز (تراویح) پڑھ رہے ہیں اس سے آخر رات کی وہ نماز (تہجد) افضل ہے جس سے لوگ سو جاتے ہیں۔ اول رات میں تراویح تو وہ پڑھ رہے تھے وہ آخر رات کی افضل نماز کونسی ہے۔

نیز ابو داؤد شریف ج ۱ ص ۱۹۰ پر ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے کہ تہجد پہلے فرض تھی بعد میں نفل قرار دے دی گئی اور تراویح کے متعلق فرمان رسالت ہے۔ "وسننت لکم قیامه" (نسائی ج ۱ ص ۳۰۸، ابن ماجہ ص ۹۴، مسند امام احمد ج ۱ ص ۱۹۱) معلوم ہوا تہجد اور تراویح دو الگ الگ حیثیت کی نمازیں ہیں۔ یعنی تہجد وہ نماز ہے جو ابتداءً فرض کی گئی تھی جو بعد میں اللہ تعالیٰ نے نفل قرار دے دی۔ اور تراویح وہ نماز ہے جو پہلے ہی دن سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضور نے سنت قرار دی۔ اور اس کا بہت زیادہ ثواب بیان فرمایا۔ ثابت ہوا کہ تراویح اور تہجد مختلف حیثیت کی دو الگ الگ نمازیں ہیں۔

۸۔ نیز جناب عمر فاروق نے اس تراویح کی جماعت کو دیکھ کر خوش ہو کے فرمایا تھا "نعم البدعۃ ھذہٖ" (بخاری ۱ص ۲۶۹ وغیرہ) یعنی یہ کتنی اچھی بدعت ہے۔ تو جناب کیا کوئی بدعت اچھی بھی ہوتی ہے۔ اگر ہر بدعت گمراہی ہے اور دوزخ میں لے جانی والی ہے تو جناب عمر فاروق نے ایک بدعت کو اچھا کیوں فرمایا۔ کیا معاذاللہ جناب عمر فاروق دین کے اس ضروری مسئلے سے ناواقف تھے۔ جس سے آج آپ واقف ہو گئے ہیں۔

۹۔ یہ تو بخاری کی روایت نے بتا دیا کہ جناب عمر فاروق نے تراویح کی مستقل جماعت کو بدعت فرمایا ہے۔ اور آپ کے خیال میں ہر بدعت گمراہی ہے اور دوزخ میں لے جانے والی ہے تو کیا آپ بھی ہمیشہ تراویح باجماعت تو ادا نہیں کرتے؟

۱۰۔ اگر آپ بھی اور جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے آج تک تمام اہل اسلام تراویح باجماعت ہی پڑھتے ہیں۔ اور آپ کے خیال میں ہر بدعت گمراہی اور دوزخ میں لے جانے والی ہے۔ تو قرون اولیٰ سے لے کر آج تک جو اس بدعت (تراویح باجماعت) پر عمل کر رہے ہیں ان کے متعلق جناب کا کیا خیال ہے؟ کیا یہ سب باجماعت مستقل تراویح پڑھنے والے معاذاللہ سب گمراہ اور دوزخی ہوں گے؟ جوش سے نہیں ہوش سے سوچ کر جواب دیں۔ تلک عشرۃ کاملہ

۱۱۔ اگر آپ کے نزدیک اس حدیث سے بالتصریح آٹھ تراویح سنت ثابت ہوتی ہے تو جو محدثین و مفسرین بالخصوص مخالفین حضرات کے محدثین و مفسرین مثلاً ابن تیمیہ، قاضی شوکانی، علامہ وحید الزمان۔ نواب صدیق الحسن، نواب میر نورالحسن وغیرہ جو کہتے ہیں کہ تراویح کی کوئی معین تعداد مسنون نہیں ہے۔ کیا انہوں نے یہ حدیث نہیں پڑھی تھی۔ یا وہ اس حدیث کو سمجھ نہیں سکے تھے۔

۱۲۔ نیز جناب عمر فاروق کے زمانہ میں جو بیس تراویح پڑھی جاتی رہی ہیں جس کی صحت کو اکابرین اہلحدیث بھی تسلیم کرتے ہیں۔ نیز سنت نبوی اور سنت خلفائے راشدین پر عمل پیرا ہوتے ہوئے جو اہل ایمان آج تک بیس تراویح کو معمول بنائے ہوئے ہیں۔ اور جو اکابرین

اہل حدیث بیس تراویح کو بھی جائز سمجھتے ہیں اور انہیں بدعت کہنے والے پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں ان تمام اہل اسلام اور بزعم خویش اہل حدیث اکابرین کے بارے میں کیا خیال ہے کیا وہ سب اس حدیث سے وہ بات نہیں سمجھ سکے جو آج آپ کو سمجھ میں آگئی ہے۔

ماشاءاللہ۔ چشم بد دور۔ بلکہ محدث و مفسر و مجدد و مناظر و محقق اہلحدیث مولوی ثناء اللہ امرتسری تو کھلے الفاظ میں اس خیال کا رد کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ (عبداللہ چکڑالوی کہتا ہے) پہلے وقت کی نماز اور پچھلے وقت کی نماز ایک ہی ہے دو نہیں۔ یہی تراویح جو اول وقت میں پڑھی جاتی ہیں یہی تہجد کی نماز ہے اور کوئی نہیں تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اس دعوی پر کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف دلیل موجود ہے۔ کیونکہ تہجد کے معنی نیند سے اٹھ کر نماز کا پڑھنا ہے۔ قاموس میں ہے۔ تھجد استیقظ۔ اور نہ ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا و عن ابیہا کی حدیث (وہی مذکورہ بالا حدیث۔ ماکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ) سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ اول شب کی نماز (تراویح) اور آخر شب کی نماز (تہجد) ایک ہی ہے"۔

(اہلحدیث کا مذہب ص۹۶)

کیوں جناب۔ جس حدیث سے آپ تراویح اور تہجد کے ایک ہونے پر دلیل پکڑ رہے ہیں۔ آپ کے شیخ الاسلام۔ الرجل الالمعی (ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ۲۸ جنوری ۱۹۹۴ء) فرما رہے ہیں کہ اس حدیث سے یہ بات قطعاً ثابت نہیں ہوتی۔ اب فرمائیں کہ درایت حدیث اور فقہ حدیث سے لاعلمی کی وجہ سے آپ اس روایت کا غلط مفہوم سمجھتے ہیں یا اتنے بڑے علم و فضل اور محدث و مفسر و مجدد و محقق و مناظر و شیخ الاسلام والمسلمین اور رجل الالمعی (بزعم شما) ہونے کے باوجود مولوی ثناء اللہ صاحب اس حدیث کو نہیں سمجھ سکے۔ ظاہر ہے آپ ہی غلطی پر ہیں۔ کیونکہ آپ کے امام ابن جوزی سے پہلے یہ نظریہ کہ "تہجد اور تراویح ایک ہی ہے" کسی امام المحدث یا مفسر نے پیش نہیں کیا۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعان کا

نیز صحابہ کرام سے بھی یہ بات ثابت ہے جیسا کہ (ابو داؤد شریف ج ۱ ص ۲۰۲) پر صحابی رسول جناب قیس بن طلق کی روایت میں ہے کہ جناب طلق بن علی رمضان شریف میں ایک دن ہماری ملاقات کو آئے اور ہمارے پاس ہی افطاری فرمائی اور ہمارے ساتھ رات کو قیام کیا (اول شب کو تراویح پڑھی) اور وتر پڑھے۔ پھر آپ اپنی مسجد میں تشریف لے گئے (وہاں لوگ تہجد پڑھنے کے لئے آئے ہوئے تھے) اور آپ نے ان کے ساتھ نماز (تہجد) پڑھی۔ اور وتر نہ پڑھے"۔ اس طرح صحاح ستہ کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رات کو اول وقت میں تراویح پڑھتے تھے اور آخر رات کو تہجد ادا فرماتے تھے۔ تو ثابت ہوا کہ تراویح اور تہجد دو الگ الگ نمازیں ہیں۔

نیز اس مذکورہ بالا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخر میں تین وتر پڑھا کرتے تھے۔ کیا آپ بھی اس بخاری کی صحیح صریح مرفوع حدیث پر عمل کرتے ہوئے تین وتر ہی پڑھتے ہیں یا آدھی حدیث کو مان کر اور آدھی کا عملاً انکار کر کے۔ "افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض" کا مصداق بن رہے ہیں۔ اگر آپ کا پوری حدیث پر ایمان اور یقین ہے تو آج سے سنت مصطفوی پر عمل کرتے ہوئے تین وتر پڑھنے اور پڑھانے شروع کر دیں۔

اور بعض لوگ مؤطا امام مالک کی روایت پیش کرتے ہیں کہ جی جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں آٹھ تراویح اور تین وتر پڑھے جاتے تھے۔ اولاً تو اس روایت میں گیارہ رکعتوں کا ذکر ہے۔ جس کے مطابق اگر آٹھ تراویح مراد لی جائیں تو تین وتر بنتے ہیں۔ تعجب کی بات ہے کہ آٹھ تراویح ثابت کرنے کے شوق میں تین وتر بھی مان رہے ہیں۔ تراویح کی بات تو پھر کرتے ہیں فی الحال آپ تین وتر تو پڑھنا اور پڑھانا شروع کر دیں اور اس سنت پر عمل پیرا ہوں۔ رہ گئی تراویح کی بات تو جناب مخالفین حضرات کے بھی معتمد محدث بلکہ خاتم المحدثین جناب حافظ ابن حجر عسقلانی جن کے متعلق انہیں کے قاضی شوکانی کا قول ہے۔ "لا ھجرۃ بعد الفتح" (اہلحدیث لاہور۔ ۱۷ جولائی ۱۹۹۲ء) یعنی فتح الباری نے بخاری کی باقی تمام شروح سے بے نیاز کر دیا ہے۔

وہ محدث و محقق علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی (جو کہ حنفی بھی نہیں ہیں) اس روایت کے بارے میں وضاحت فرماتے ہیں۔ فغی الموطا عن محمد بن یوسف عن السائب بن یزید انھا احدی عشرۃ ورواہ سعید بن منصور من وجہ اخر وزاد فیہ وکانوا یقرؤون بالمئین ویقومون علی العصی من طول القیام ورواہ محمد بن نصر مروزی من طریق محمد بن اسحاق عن محمد بن یوسف فقال ثلاث عشرۃ ورواہ عبد الرزاق من وجہ آخر عن محمد بن یوسف فقال احدی وعشرین۔ (فتح الباری ج ۴ ص ۲۰۴ طبع بیروت) یعنی مؤطا امام مالک میں جو محمد بن یوسف نے حضرت سائب بن یزید سے گیارہ رکعات کی روایت بیان کی ہے۔ (وہ روایت مضطرب ہے کیونکہ) اسی محمد بن یوسف سے محمد بن نصر مروزی نے محمد بن اسحاق کی سند کے ساتھ تیرہ کی روایت بیان کی ہے اور محدث عبد الرزاق نے ایک اور طریقہ سے اسی محمد بن یوسف سے اکیس رکعات کی روایت نقل کی ہے۔ (لہٰذا یہ روایت قابل استدلال نہ رہی)

اسی طرح محدث سیوطی نے نقل کیا ہے کہ جو امام ابن عبد البر بیان فرماتے ہیں کہ امام مالک سے جو گیارہ رکعات کی روایت نقل کی گئی ہے وہ (راوی کا) وہم ہے۔ (الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۳۵۰) لہٰذا یہ روایت بھی اس شدید اضطراب کی وجہ سے قابل حجت اور معتبر نہیں رہتی۔ آج کل کے بعض نام نہاد مولوی یہ بھی راگ الاپ رہے ہیں کہ جی یہ محمد بن یوسف اور ہے اور موطا کا راوی محمد بن یوسف اور ہے۔ ماشاء اللہ۔ امام فن رجال اور محقق و محدث علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ محمد بن یوسف اور ہے اور آج کے ملاؤں کو یہ تحقیق ہو گئی۔ یعنی کہ یہ لوگ شارح بخاری امام فن رجال محدث بلا اتفاق حافظ الحدیث علامہ ابن حجر عسقلانی سے زیادہ اسماء الرجال سے واقف ہو گئے پہلے تو آپ فتح الباری اور ابن حجر عسقلانی پر بڑا اعتماد کرتے تھے۔ بلکہ اپنے جرائد میں انکے متعلق لمبے چوڑے مضمون لکھتے ہیں اب کیا ہو گیا ہے۔ یا پھر آپکا یہ عقیدہ ہے (اور حقیقت یہی ہے) کہ جو بات اپنی پسند کی ہو وہ مان لی اور جو اپنے خیال کے خلاف جائے وہ چاہے کسی کتاب میں بھی آ جائے اسے ماننے سے انکار کر دیا۔

اللہ رے خود ساختہ قانون کا نیرنگ جو بات کہیں فخر وہی بات کہیں ننگ

(تنویر الحوالک ج ۱)

کے زیر اہتمام شائع ہونے والی محقق اہل سنت علامہ حکیم حافظ

شفقات احمد صاحب کی تحقیقی تحریریں

(۱) کردار یزید کا تحقیقی جائزہ۔
(۲) مصباح الهدی فی علم المصطفیٰ۔
(۳) اعلام الهدیٰ فی مناقب اہل بیت المصطفیٰ۔
(۴) زاد المعاد فی ذکر المیلاد۔
(۵) السراج الوهاج فی تفسیر آیت معراج۔
(۶) قرۃ العینین فی تقبیل الابہامین (انگوٹھے چومنے کا مسئلہ)۔
(۷) تنبیہ الانام علی جواز الصلوٰۃ والسلام (کتاب)۔
(۸) مشکوٰۃ المصابیح فی رکعات التراویح (کتاب)
(۹) آل رسول و اصحاب رسول۔
(۱۰) مسلک حق اہل سنت وجماعت ہے۔
(۱۱) مسئلہ طلاق ثلاثہ۔
(۱۲) تکرار رفع یدین کے منسوخ ہونے کا بیان۔
(۱۳) بیس تراویح کا ثبوت (اشتہار)
(۱۴) عورت مسجد میں اعتکاف نہ بیٹھے۔ (اشتہار)
(۱۵) تفسیر آیت نور۔ (اشتہار)
(۱۶) الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کا بیان (اشتہار)